

Digitized by Khilafat Library

فہرست مضامین

- (۱) تازہ الہامات و رؤیا - دارالامان کا ہفتہ
- ” حیات صانی - ماقول
- (۲) حضرت امام الزمان کی ڈائری - ماقول
- (۳) سفرنامہ دہلی - ماقول
- ” یادگار گریبی - ماقول
- (۴) شاہی سیاحت - ماقول
- (۵) نظم دروفات مخدوم الملتی رضی اللہ عنہ مک
- (۶) مراسلات - ہمت ہو تو بڑی بات نہیں
- ” مضمون نگار کو اطلاع - ۹-۱۰
- (۷) رسیدات آمدنی مدرسہ و کالج - ۱۱
- (۸) اشتہادات - ۱۲-۱۱

چہ گویم بالوگر آئی چہادر قادیان بینی | دو اینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت لائے

(۱) عوام سے ص (۲) خواص و معاونین سے ع (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مغرب والوں سے (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپے سے کم آمدنی والے لوگوں سے ع

نمبر ۱۱ قادیان دارالامان مرحومہ ۱۰ - دسمبر ۱۹۰۵ء مطابق ۲۱ شوال ۱۳۲۴ء جلد ۹

تازہ الہامات و رؤیا

۱- دسمبر ۱۹۰۵ء - رؤیا دیکھی کہ ایک دیوار ایک مٹی سے ہے وہ کچھ بولتی ہے۔ سب فقرات یاد نہیں رہے مگر آخری فقرہ جو یاد رہا۔ یہ تھا۔

انکنتہ مسلمین

ترجمہ - اگر تم مسلمان ہو۔ اس کے بعد بیداری ہوئی یہ خیال تھا کہ مرغی نے یہ کیا الفاظ بولے ہیں۔ پھر الہام ہوا۔

انفقوا فی سبیل اللہ انکنتہ مسلمین

ترجمہ - اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو۔ اگر تم مسلمان ہو۔ فرمایا کہ مرغی کا خطاب اور الہام کا خطاب ہر دو جماعت کی طرف تھے دونوں تقرون میں ہمارا جماعت مخاطب ہے۔ چونکہ آج کل روپیہ کی ضرورت ہے اور نگران ہی خرچ بہت ہے اور عمارت پر بھی بہت خرچ ہو رہا ہے۔ اس واسطے جماعت کو چاہئے کہ اس حکم پر توجہ کریں۔

فرمایا مرغی اپنے من سے دکھاتی ہے کہ کس طرح اتفاق فی سبیل اللہ کرنا چاہئے۔ کیونکہ وہ انسان کی خاطر اپنی ساری جان قربان کرتی ہے۔ اور انسان کے واسطے ذبح کی جاتی ہے۔ اسی طرح مرغی نہایت محنت اور مشقت کے ساتھ ہر روز

انسان کے کہانے کے واسطے اندازیتی ہے۔ ایسا ہی ایک پرند کی مہمان نوازی پر ایک حکایت ہے کہ ایک درخت کے نیچے ایک مسافر کو رات آگئی جنگل کا دیوانہ اور سردی کا موسم درخت کے اوپر ایک پرند کا آشیانہ تھا۔ تراور مادہ آپس میں گفتگو کرنے لگے۔ کہ یہ غریب لوگوں آج ہمارا مہمان ہے اور سردی زدہ ہے اس کے واسطے ہم کیا کریں۔ سوچ کر انہیں یہ صلاح قرار پائی کہ ہم اپنا آشیانہ توڑ کر نیچے پھینک دیں اور وہ اسکو جلا کر آگ تاپے چنانچہ انہوں نے ایسا کیا۔ پر انہوں نے کہا کہ یہ بہو کا ہے۔ اس کے واسطے کیا دعوت طیار کی جائے۔ اور تو کوئی چیز موجود نہ تھی ان دونوں نے اپنے آپ کو نیچے اس آگ میں گر دیا۔ تاکہ ان کے گوشت کا کباب ان کے مہمان کے واسطے رات کا کھانا ہو جائے۔ اس طرح انہوں نے مہمان نوازی کی ایک نظیر قائم کی۔ سو ہماری جماعت کے مومنین اگر ہماری آواز کو نہیں سنتے۔ تو اس مرغی کی آواز کو سنیں مگر سب برابر نہیں۔ کتنے مخلص ایسے ہیں۔ کہ اپنی طاقت سے زیادہ خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔ خدا ان کو جزائے خیر دے۔

۲- دسمبر ۱۹۰۵ء - قرب اجلاک المقلد

ولا یبقی لك من المخریات ذكرا - قل میعاد ربك ولا یبقی لك من المخریات شیئا -

۳- دسمبر ۱۹۰۵ء - یہی الہامات پہر ہوئے اور ساتھ یہ الفاظ یاد آئے تھے۔ و اخذ عو ذنا انکم اللہ الذی علی الخلقین -

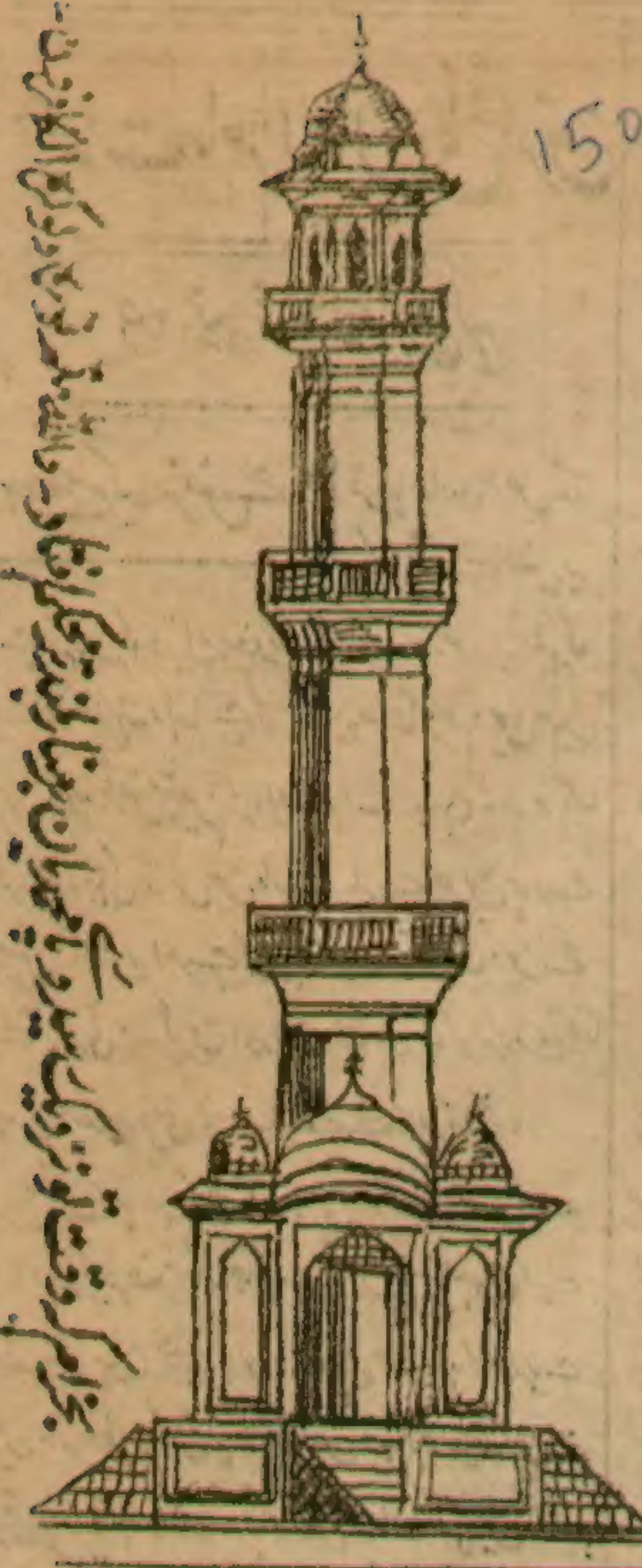
۴- دسمبر ۱۹۰۵ء - نئے قبرستان کی زمین کے متعلق الہام ہوا۔

انزل فیہا کل رحمۃ

دارالامان کا ہفتہ

۱- اعلیٰ حضرت مجتہد الشریعہ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے اہل بیت کی صحت بخیر رہتی ہے۔ بزرگان ملت ہی بدستور خدمت دین میں مصروف ہیں۔ فاضل امر دہی بھی مع الخیر تشریف لے آئے۔ اور انشاء اللہ تعزیر لہما قیام فرمائیں گے۔

۲- حضرت مجتہد الشریعہ کی توجہ مدرسہ تعلیم الاسلام کی خاص اصلاح کی طرف از بس ہے آپ چاہتے ہیں کہ ایسا انتظام کیا جاوے جو ایسے عالم طیار ہو سکے جو علوم عربیہ دینیہ میں مہارت رکھنے کے علاوہ یورپ کی زبانوں میں ماہر ہوں اور وہ اپنی زندگی



بخاکم کہ وقت تو نزدیک میرا ہے چھوٹا بھائی میرا ہے تم کو کمال دے دے اللہ تعالیٰ تم کو کمال دے۔

خدرت دین اور شاعت و تبلیغ اسلام کے لئے وقف کریں۔ وہ پورے قادر الکلام اور صاحب قلم ہوں۔ قادیان کے اہل الرائے احباب اس معاملہ پر غور کر رہے ہیں کہ کیا صورت اختیار کی جاوے گا الباقیہ ڈسمبر میں ہر مہوال عام طور پر مشورہ کے لئے قوم کے ساتھ پیش ہوگا۔ جو فی نفسہ ایک اہم اور غور طلب مسئلہ ہے۔ باہر سے احباب آنے شروع ہوئے۔ حافظ غلام رسول صاحب وزیر بادی اور شیخ نیاز احمد صاحب آئی ہیں۔ شیخ صاحب سر دست واپس گئے ہیں پھر آئیں گے۔ اور احباب بھی آ رہے ہیں۔ اہلک و سہل و مرجہا۔

حیات صانی

۱- مخدوم الملتی حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کی پاک عالیف لکھنے کے لئے مین ٹیریل ہم پر پوری راہیں سلئے اگر کسی صاحب کے پاس مولوی صاحب کی کوئی خط (خواہ و کیسا ہی ہو) کوئی مضمون جو چھپا دہو۔ کوئی نظم یا اور تحریر ہو تو مجھے بھی بھیجیں۔ اور یا آپ کی عالیف کے واقعات میں سے کسی واقعہ کا علم ہو تو وہ بھی لکھ بھیجیں علاوہ برین اگر کسی احباب میں خود کے متعلق کوئی مضمون خواہ مخالف ہو یا موافق چھپا دہو تو ایسا اجبار ہی مجھے بھیج دیا جاوے گا اسکی صحیح نقل ستاریج نمبر و صفحہ اخبار ہو۔ مین اگر زندہ رہا اور اللہ تعالیٰ نے تو فیق دی تو انشاء اللہ تعزیر جنوری میں اسکا مکمل شمارہ کرونگا۔ ایڈیٹر محکم

رسیدات مدر و کالج

مدرسہ اور کالج متحدہ کی رسیدات بہت پیچھے رہ گئی ہیں لیکن سلسلہ مدارس و کالجوں میں چھپ چھپ جانے کی وجہ سے بزرگوں نے مدرسہ کی کسی شاخ میں چندہ بھیجا ہے۔ وہ اس توقع دیدہ کے ہے کہ چھپے معاف کریں۔ اور مطمئن رہیں کہ سلسلہ مدارس کی رقم وصولی رسید چھپ جائے گی۔ ایڈیٹر۔

رسیدات آمدنی مدرسہ

ذکر و بشارت احمد صاحب سٹنٹ سر جنرل پبلک سروس سید اسد اللہ صاحب گرواوار ۲۴۰۰
سید محمد رشید صاحب سیالکوٹ ۲۰۰
محمد فضل چنگوی ڈاکخانہ چنگا جلیال ۱۲۰
جماعت سیالکوٹ مدرسہ ۱۸۰
نظام الدین ڈاکخانہ ڈومیل مدرسہ ۱۰۰
غلام محی الدین نوڈ کلرک میرٹھ ۸۰
جماعت ہال پور معرفت شاہ دین صاحب مدرسہ ۲۰۰

منظور حق و اصغر علی طالب علم مدرسہ قادیان ۸۰
بابو غلام محمد صاحب ٹائم کیرر کے پریس لاہور ۱۰۰
میان نور الدین صاحب پریس پبلشر ڈاکخانہ کالہ موسیٰ مدرسہ ۸۰
جمال الدین ٹریڈنگ کوپیر ملتان مدرسہ ۲۰۰

محمد عثمان صاحب نقشہ نویس دفتر اسٹاٹسٹک ڈاکخانہ قادیان مدرسہ ۸۰
احمد الدین صاحب ڈوگری گورنمنٹ تحصیل پورہ مدرسہ ۴۰
غلام الدین صاحب ۴۰
جمال الدین صاحب ۱۲۰
سید محمد شاہ صاحب گروہ شکر مدرسہ ۴۰
محمد ابراہیم صاحب بقا پور گروہ شکر مدرسہ ۴۰
جماعت بلب گروہ معرفت حکیم محمد حسین صاحب یتامی مدرسہ ۴۰
جماعت احمدیہ جون معرفت خلیفہ نور الدین صاحب مدرسہ ۴۰

شیخ غلام احمد صاحب قادیان مدرسہ ۴۰
میان احمد صاحب ساکن دہم کوٹ رندھاہ مدرسہ ۴۰
محمد اسماعیل کلرک ڈیرہ غازیخان مدرسہ ۴۰
گلاب خان سب پوٹا سٹراڈ لپڈی مدرسہ ۴۰
نواب دین صاحب کلرک ڈیرہ غازیخان مدرسہ ۴۰
مشی نور الدین صاحب کلرک گورداسپور مدرسہ ۴۰
شیخ منیا اللہ صاحب ازمانہ مدرسہ ۴۰
بابو فرخ علی صاحب سکوال ساکن مدرسہ ۴۰
شیخ رستم علی صاحب گورداسپور مدرسہ ۴۰

بابو عبد الرحمن صاحب لائبریری مدرسہ ۲۵
ماہر محمد دین صاحب سبلی نچر ڈاکخانہ مدرسہ ۴۰
میان فضل دین صاحب ساکن خوشاب مدرسہ ۴۰
غلام دین صاحب احمدی آرہنٹاس ساکن مدرسہ ۲۶
حنایت اللہ صاحب لائن ایسٹرٹوٹ گروہ مدرسہ ۴۰
شیخ جعفر الدین صاحب خورد فروش بازار چک ٹھوڑا مدرسہ ۲۴

حاکم علی شاہ صاحب والد طفیل حسین مدرسہ ڈاکخانہ مدرسہ ۴۰
محمد صدیق صاحب مدرسہ مہاراجہ مدرسہ ۴۰
جماعت مردان معرفت محمد ایوب صاحب مدرسہ ۲۸
حکیم ابو عبد الغنی محمد صاحب ہول پور چک ٹھوڑا مدرسہ ۴۰
عبد القادر صاحب مدرسہ منصوران حکم لودھی مدرسہ ۴۰
احمد دین صاحب زرگر بند پوری گوگیرہ ساکن مدرسہ ۴۰
سید حیات علی صاحب داتہ مانہ مدرسہ ۴۰

کالج فنڈ

مستری غلام الہی صاحب لوار ۱۰۰
ایک صورت ۱۰۰
میان روشن دین صاحب ستار ۸۰
مستری فضل دین صاحب ۸۰
میا عبد الغفور صاحب لوار ۸۰
میان محمد عظیم صاحب لوار ۸۰
میان اللہ داتا ۸۰
مستری فضل الہی ۸۰
میان اسماعیل ولد الدین صاحب ۸۰
میان حاجی لوار ۸۰
ماہر عبد الرؤف صاحب ۸۰
مستری غلام احمد لوار ۸۰
میان غلام محی الدین صاحب ۸۰
میان اللہ جولیا لوار ۸۰
میان اللہ داتا ولد نور احمد لوار ۸۰
مستری مولابخش لوار ۸۰
مستری کریم الہی صاحب ۸۰
میان فضل الہی رفوگر ۸۰
اسم نامعلوم ۸۰
ایک ساکن ۸۰
میان بہادر قوم راس ۸۰
محمد دین ولد دتہ ترکان ۸۰
مستری عبد الرحمان ترکان ۸۰
طلبتہ العالم فنڈ ۸۰
حکیم عبد الرحیم صاحب محمد امین دغوا ۸۰

مولوی غلام حسین صاحب ۸۰
مستورات حکیم فضل دین صاحب ۸۰
نشی جلال خان صاحب ۸۰
مولوی غلام حسین صاحب ۸۰
بیگمات ۸۰

ضروری اطلاع

اب ہی دیکھا جاتا ہے کہ احباب خط و کتابت میں نمبر خریداری جو ہر ایک چھپ پر مطبوعہ یا دستی ہوتا ہے۔ نہیں دیتے ہیں جس سے نمبر لینے میں بڑی قحط پیش آتی ہے اور اس کے علاوہ تصحیح اوقات الگ ہوتا ہے۔ اس لئے خریداران کو ضروری ہے۔ کہ خط و کتابت میں نمبر خریداری ضرور دیا کریں۔ محرر دفتر الحکم

احمدی یا احمدی سامان و درزش

اسلام علیکم۔ آپ کے احمدی کارخانہ میں قسم کا سامان و درزش اعلیٰ قسم کا تیار ہوتا ہے۔ انگریزی اخبار بھی موجود ہیں۔ گو بیچے آپ کو ملوا نہیں تھا اگر آپ کو کہیں جانے اور تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہم کو لے کر چلے آنا اور ملنے کے بعد کوئی چیز کہیں کہیں کر کے لے آنا اور پھر عہدہ مال کوین نہیں لیکھا صفائی و ملا اور ایسا انداز کے واسطے اس کا خانہ کا نام کافی ہے۔ اور جس ایک دفعہ ضرورت آئی۔ مختصر فرست آئیہ حسب ذیل میں جو درخواست پر ملتی ہیں۔

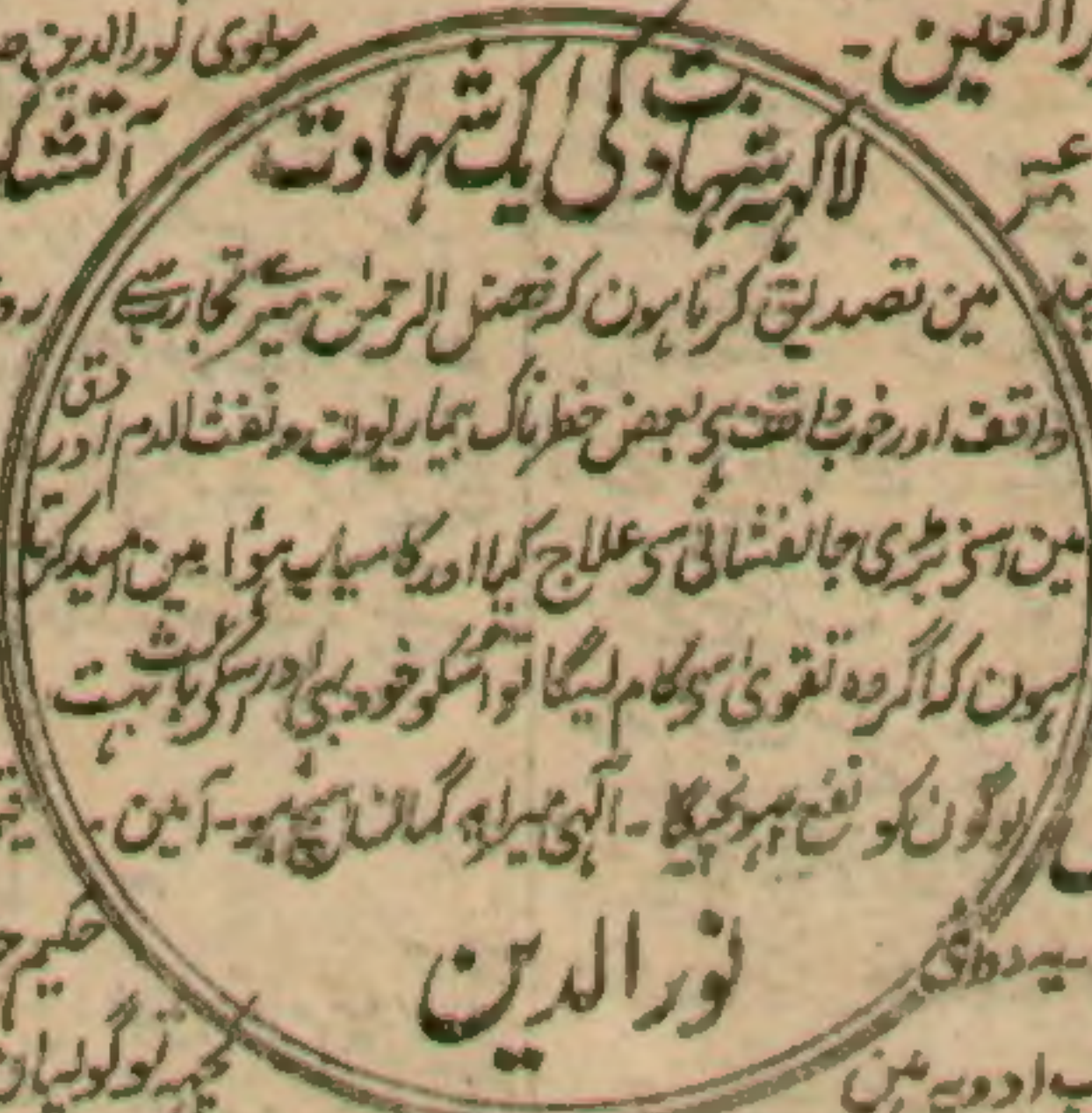
کرکٹ بیٹ	فٹ بال	کھیل	سے
کین ہینڈل	بیلو وینل	۲۰	۲۰
کارک	ایک بڑے	۲۰	۲۰
صرف ایک بڑے	۲۰	۲۰	۲۰
درجہ دوم	۲۰	۲۰	۲۰
سوم	۲۰	۲۰	۲۰
کٹ پیکش	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
سوم	۲۰	۲۰	۲۰
بیلو وینل	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
کٹ پیکش	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
سوم	۲۰	۲۰	۲۰
بیلو وینل	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
کٹ پیکش	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
سوم	۲۰	۲۰	۲۰
بیلو وینل	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
کٹ پیکش	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
سوم	۲۰	۲۰	۲۰
بیلو وینل	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
کٹ پیکش	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
سوم	۲۰	۲۰	۲۰
بیلو وینل	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
کٹ پیکش	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
سوم	۲۰	۲۰	۲۰
بیلو وینل	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
کٹ پیکش	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
سوم	۲۰	۲۰	۲۰
بیلو وینل	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
کٹ پیکش	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
سوم	۲۰	۲۰	۲۰
بیلو وینل	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
کٹ پیکش	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
سوم	۲۰	۲۰	۲۰
بیلو وینل	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
کٹ پیکش	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
سوم	۲۰	۲۰	۲۰
بیلو وینل	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
کٹ پیکش	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
سوم	۲۰	۲۰	۲۰
بیلو وینل	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
کٹ پیکش	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
سوم	۲۰	۲۰	۲۰
بیلو وینل	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
کٹ پیکش	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
سوم	۲۰	۲۰	۲۰
بیلو وینل	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
کٹ پیکش	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
سوم	۲۰	۲۰	۲۰
بیلو وینل	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
کٹ پیکش	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
سوم	۲۰	۲۰	۲۰
بیلو وینل	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
کٹ پیکش	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
سوم	۲۰	۲۰	۲۰
بیلو وینل	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
کٹ پیکش	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
سوم	۲۰	۲۰	۲۰
بیلو وینل	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
کٹ پیکش	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
سوم	۲۰	۲۰	۲۰
بیلو وینل	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
کٹ پیکش	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
سوم	۲۰	۲۰	۲۰
بیلو وینل	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
کٹ پیکش	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
سوم	۲۰	۲۰	۲۰
بیلو وینل	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
کٹ پیکش	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
سوم	۲۰	۲۰	۲۰
بیلو وینل	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
کٹ پیکش	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
سوم	۲۰	۲۰	۲۰
بیلو وینل	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
کٹ پیکش	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
سوم	۲۰	۲۰	۲۰
بیلو وینل	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
کٹ پیکش	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
سوم	۲۰	۲۰	۲۰
بیلو وینل	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
کٹ پیکش	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
سوم	۲۰	۲۰	۲۰
بیلو وینل	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
کٹ پیکش	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
سوم	۲۰	۲۰	۲۰
بیلو وینل	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
کٹ پیکش	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
سوم	۲۰	۲۰	۲۰
بیلو وینل	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
کٹ پیکش	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
سوم	۲۰	۲۰	۲۰
بیلو وینل	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
کٹ پیکش	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
سوم	۲۰	۲۰	۲۰
بیلو وینل	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
کٹ پیکش	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
سوم	۲۰	۲۰	۲۰
بیلو وینل	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
کٹ پیکش	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
سوم	۲۰	۲۰	۲۰
بیلو وینل	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
کٹ پیکش	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
سوم	۲۰	۲۰	۲۰
بیلو وینل	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
کٹ پیکش	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
سوم	۲۰	۲۰	۲۰
بیلو وینل	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
کٹ پیکش	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
سوم	۲۰	۲۰	۲۰
بیلو وینل	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
کٹ پیکش	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
سوم	۲۰	۲۰	۲۰
بیلو وینل	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
کٹ پیکش	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
سوم	۲۰	۲۰	۲۰
بیلو وینل	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
کٹ پیکش	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
سوم	۲۰	۲۰	۲۰
بیلو وینل	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
کٹ پیکش	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
سوم	۲۰	۲۰	۲۰
بیلو وینل	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
کٹ پیکش	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
سوم	۲۰	۲۰	۲۰
بیلو وینل	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
کٹ پیکش	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
سوم	۲۰	۲۰	۲۰
بیلو وینل	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
کٹ پیکش	۲۰	۲۰	۲۰
دوم درجہ	۲۰	۲۰	۲۰
سوم	۲۰	۲۰	۲۰
بیلو وینل	۲۰	۲۰	

مریضو! مولوی حکیم نور الدین صاحب کے محربات سے فائدہ اٹھاؤ

۱۵۵

میں اللہ تعالیٰ پر ہر دوسرے کے ایک شفا خانہ کہنا چاہتا ہوں۔ جس میں اصول صحت کی خلا ورزی کیونچہ جو لوگ کہہ اٹھتا ہے ہوں۔ ان بقدر طاقت ہمدردی کریں مگر نیپال کی سفر کیا ہے نہ مجھے کسی دہوادریسی نے کوئی نسخہ بتایا ہے ہاں مجھے ایک فخر حاصل ہے جو میری راکھیں بہت سی کم شہرین کو حاصل ہوگا۔ اور وہ یہ ہے کہ سالہا سال سے میں مولوی حکیم نور الدین بھیروی ثم القادیانی کے مطب میں ان کے ماتحت اور نگرانی میں ہر قسم کے مریضوں کا علاج حکیم صاحب موصوف کی تجویز اور نظم کی کرتا رہا ہوں اور اب تک یہی مجھے یہ فخر حاصل ہے بلکہ خصوصیت ساتھ ہر مریضوں کی خط و کتابت اور ان کے لئے نسخہ جات تجویز کرنا ہی میرے ہی ہر دوسرے پس جو لوگ حضرت حکیم الامتہ کے طریق علاج اور آپ کی طبی تحقیقات اور واقفیت سے واقف ہیں اور میں جانتا ہوں پنجاب میں کوئی جگہ ہوگی جہاں ایسے واقع کار موجود نہ ہوں ان کے لئے آنا کہہ دینا کافی ہے میری تجربہ اور اس دعوے کی تصدیق خود مولانا مدوح کی تحریر سے ہی ہوتی ہے۔ اور اب جو میں یہ سلسلہ شروع کیا ہے اس میں ہی میری مول ہوگا کہ امراض عامہ جو سبب عامہ کے ماتحت ہوتے ہیں ان کا علاج نہ صرف از مودہ اور مریضوں کے ذریعہ ہوگا جو مولوی صاحب کے مطب میں ہمیشہ مشتمل ہوتے ہیں اور خاص اور قابل غور امراض میں مولوی صاحب مدوح کے مشورہ سے یہ نسخہ جات تجویز ہوا کریں گے۔ اس بنا پر یہ شفا خانہ جس کا نام شفا خانہ فضل رحمانی رکھا گیا ہے میں قادیان میں کہوں دیا ہے اس شفا خانہ کے ذریعہ سے ایک اور عظیم الشان کام ہی مقصود ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت حکیم الامتہ کی طبی تحقیقات اور محربات کو جو دیدک۔ یونانی۔ ڈاکٹری اور ہر قسم کے جدید تجربوں پر مشتمل ہے۔ بذریعہ رسالجات یا کتب کے شائع کیا جاوے۔

سر سرن لگاری۔ حادق طبی مولوی حکیم نور الدین صاحب کا ہزار مریضوں پر آزمایا ہوا نسخہ کی بہت سی بیماریوں خصوصاً جالہ۔ دہندہ۔ ریل (یعنی آنکھ میں سرخ ڈور سے بڑھ جانا) ڈھلکا آنکھوں میں پانی جانا۔ جب جس میں پلکوں کی سرخی نمودار ہو وغیرہ کے لئے مفید ہے۔ قیمت فی تولہ چھ سہ سہ نور العین۔
 بڑا اجڑا میرا ہے قیمت فی تولہ چھ آتشک کی گولیاں قیمت فی تولہ چھ لاکھ شہادت کی کشت ہادت۔
 خشک ہو جاتا ہے قیمت تین تہی چھ نفوف جریان (دلو ہو عورت کو) چند میں تصدیق کرتا ہوں کہ فضل الرحمن میرے تجارتی واقع اور خجانت ہی بعض خطرناک بیماریوں و نفث لدم اور سات خوراک کے لئے عیم۔ محبوب باؤ گولہ یہ گولیاں امراض ہسٹریا میں اس کی طبی جانفشانی سے علاج کیا اور کامیاب ہوا میں مہدی ہوں کہ اگر وہ تقویٰ کا حکم لیا تو اس کو خود ہی اور اس کی شہادت لگوں کو نف ہر جگہ۔ ابی ہیرا گانہ۔ آئین۔
 حکیم حادق مولوی نور الدین صاحب کی دوائی ہوئی ہے اس کی گولیاں عورتوں کو فائدہ ہوتا ہے۔
 چنگے چھپچھپ میں اس مرض سے تلف ہو جاتے ہیں یہ مولوی صاحب کی چند محربات دوائی۔ یہ دوائی
 سیاہ ہوگی جو عورت کو شروع حمل سے تا اختتام ایام رضاعت کہانی پڑے گی قیمت کل دوائی کی جو اس تمام عرصہ میں کہانی جاوے گی۔ منحن۔ قیمت فی ڈیہا ۸۰۰ خارش کی عجیب دوائی فی ڈیہا ۸۰۰



نوٹ: خطی کاجواب بدو جوالی کارٹیا مکٹا آئیے نہیں دیا جاوے گا۔ ایسے جواب آئیے شکایت کریں۔
 مفتی فضل الرحمن میجر شفا خانہ فضل رحمانی قادیان

ہر مرض کے لئے دوائی بندہ یو وی پی پائل بھی جاوے گی جن امراض کی تشخیص بذریعہ خط و کتابت نہیں ہو سکتی۔ سان کا علاج بجز مریض کے دیکھنے کے نہیں کیا جاوے گا۔ ہمارا کام صرف اشتہاری طبیب بننا نہیں بلکہ مریض کو شفا ہونا اصل مقصود ہے ہاں اس میں ذاتی نفع ہی مقصود ہوگا مگر عام شہاری طبیبوں کی طرح نہیں۔

مرابرف بارید بریزاغ نشایہ چوبلبل تماشائے باغ

ہندوستان میں ایک لاثانی کمپنی کی شہ

واقعی بڑا پاد دنیاوی خوشنوا کا خاتمہ ہے جگہ اولاد ہونا کا پاد مغضب ڈھاتا ہے آپ ہی اگر مایوسی کی حرکت پہونچے ہیں تو مفصلہ ذیل غور سے پڑھیں **نشایہ خضاب** مثل تیل کے سپیل کے لگایا جاتا ہے بالونکو دو منٹ میں ہنور سیاہ کر دیتا ہے اور نہ بالوں کو سخت کرتا ہے قیمت عام روح افزا نام دی۔ سستی۔
 لادری۔ صنعت باہ و داغ جریان۔ درد کر کے واسطے آکسیر ہے۔ پیر کو نوجوان کو ملین بنانا ہے قیمت تین روپیہ فی شیشی۔ روح النساء۔ حیض بے قاعدہ کو باز یاد دیر بعد یا جلدی تکلیف سے یا بالکل بند آوے۔ سفید پانی آوے لادری ہواؤں پر سوزش ہو غرضیکہ عورتوں کی سب بیماریوں کے واسطے ہر قسم فی شیشی قیمت تین روپیہ۔ **فرانسیسی گلگونہ** چہرہ چہرے جہاں جہاں سیاہ داغ وکیل وغیرہ دور کر کے خواہر اور اجلا بنا دیتا ہے خوبصورتی کی واسطے لازمی ہے قیمت عام گولیاں و روغن۔ انکے استعمال سے بال ہمیشہ سیاہ رہتے ہیں اگر کچھ سفید ہو گئے ہوں تو بھی سیاہ ہو جاتے ہیں اور پھر ہمیشہ سیاہ رہتے ہیں قیمت عام **بال اڑانی کا تیل**۔ ہلا کسی خارش اور تکلیف کے دو منٹ میں نازک جگہ کے بال بھی دور ہوں قیمت ۸ روپیہ شیشی۔ **سہ سہ ممیرا**۔ دہندہ۔ غباری۔ لالی۔ پڑبال۔ پانی جانا۔ وابتدائی موتیاں بند کیواسطے آکسیر قیمت دو روپیہ فی تولہ۔ **یواسیر خون**۔ بادی جگر یا آتشک۔ جو سے اگر ہر روز تھوڑا تکلیف کم قیمت عام ۸ روپیہ کیسا ہی پڑانا سخت دیر ہو خواہ پیچھے سے خراب ہو گئے ہوں غرضیکہ شفا ہو قیمت تین روپیہ۔ دوائی آتشک خط و کتابت کا پتہ۔ ڈاکٹر کیس سرنگہ ایم۔ ایس۔ بکرم ہسپتال فیروز پور شہر پنجاب

کیا آپ کو معلوم نہیں ہے کہ بھارت میں کمپنی لاہور ہندوستان بہر میں ایک لاثانی کمپنی ہے۔ مفصلہ ذیل وجوہات سے (۱) اس کا کل انتظام دیسیوں کے ماتھ میں ہے (۲) اس کا سرمایہ دیسی کارخانوں اور تجارت میں لگایا جاتا ہے جس سے اس کی تجارت کو فروغ ہوتا اور ملک کو فائدہ پہونچتا ہے (۳) دیسیوں کے ماتھ میں انتظام ہونے کی وجہ سے اس کمپنی کا خرچہ دوسرے غیر ملک کی کمپنیوں کے مقابلہ میں بالکل کم ہے اور اس لئے یہ نہایت مضبوط اور مستحکم بنیاد پر قائم ہے (۴) جتنے ممبرس کمپنی کے انتقال کر چکے ہیں انکے پس ماندگان کو بلا حیل و حجت کے فوراً بیمہ کار و بیمہ ادا کیا گیا ہے۔ چنانچہ تمام بیلک کمپنی کی خوش معاملگی اور حق شناسی سے واقف ہے اس کے علاوہ اور بھی کئی خصوصیات اس کمپنی کو حاصل ہیں جو ہندوستانی باشندہ جو کہ اپنی زندگی کا بیمہ کرنا چاہتا ہے اگر وہ ذاتی درملی وجوہات کو مد نظر رکھے گا وہ قابل ہو جائیگا کہ اس سے اپنی زندگی کا بیمہ سوائے بھارت کے اور کسی کمپنی میں نہیں کرنا چاہئے آج وقت ہے کہ آپ محفوظ ترین کمپنی کے ممبر بن کر اپنے بال بچوں اور دیگر عزیزوں کے لئے ایک محفوظ رقم چھوڑ جائیگا ان کا انتظام کریں۔ ہماری کمپنی پر اسپیکٹس کا سرکاری مطالعہ ہی آپ کو ہمارے دعوے کی صحت کا قائل کر دے گا۔ ایک کارڈ پر اپنا نام و پتہ لکھ کر بھیجے۔ پر اسپیکٹس مذکور آپ کی خدمت میں بذریعہ ڈاک پہونچ جائیگا۔
 گیان چند منچو ویکھواری یا درخواستیں بنام لاجپت رائے ساہنی سکرٹری بھارت بیمہ کمپنی
 لیٹڈ لاہور آئی چاہئیں

خط و کتابت کا پتہ۔ ڈاکٹر کیس سرنگہ ایم۔ ایس۔ بکرم ہسپتال فیروز پور شہر پنجاب

مفت

مؤلفه
سرمایه

همیشه که از دست بیستی به فیاض می آید

Digitized by Khilafat Library

نہ سبیلہ

جسکو کہ مشہور ڈاکٹر اور لندن رائل کسٹری مدر کے ممبر و میکمل اگر ان میں سے
 سلطان کری پر صاحب پہلور نے تہجیخ ویا کرتی تھی عطا فرمایا ہے
 فوائد نمک سلیمانی

ہزاروں میں سے دوچار ائمہ فقیہوں کا خلاصہ

جناب بالوٹل امام صاحب میندار دودھ اسماعیل خان ممبر رائل ایشیاٹک سوسائٹی و سیاح یورپ و امریکہ وغیرہ۔
 ماسکو و تبریز کو تحریر فرماتے ہیں کہ آپ کا نام اسیامانی صرف حد ہی کیو اسطے کہ یہ نہیں ہے، بلکہ ہندو کی عبادتوں میں مثل مثالی۔
 چکرتے۔ بخار وغیرہ میں بھی اپنا اثر بہت اچھا دکھاتا ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ کا یہ نمک عیلمانی سمندر کے
 سفر کرنے والے ایک ایسی سیاحت رکھ کر ضرور فائدہ اٹھا سکیں گے اور اس استعمال سے سمندر کی بیماریوں کو مفلوج فرمائیے۔
 دیکھ کر حیرت و تعجب میں آئے گا۔ جناب نیز گزرتا شکر صاحب مصر ایم۔ اے تحریر فرماتے ہیں کہ باؤنڈیش پر شاہ بہادر کو کا
 بنایا گیا نمک عیلمانی دھند کی قوت بڑھانے کیو اسطے بہت ہی مفید ہے۔

میں تاج منشی محبوب عالم صاحب کنگ دا ایلہ طریقیہ اخبار لاہور اپنے روزانہ پیسہ اخبار مطبوعہ ۸ جنوری سن ۱۲۸۵
تحریر کے بن کردہ اکثر انشیں پر شاد بہار کو کا بنایا ہو انک سیلیمانی نقل معذہ سود مہنی پرست دبار کا نمایا گیا
نہایت مفید پایا کہٹی اور جلی ہوئی کو کارون کو روک دیتا ہے غرض امراض معذہ کیلئے نہایت نافع چیز ہے
جن لوگوں کو کھانا نہ پھر سوتا ہو تو وہ کھانے کے بعد تھوڑا سا نمک سیلیمانی کھالیا کریں۔
نظرنے کا پتہ :- نوپناں نگر بہار گوینہ کارخانہ نمک سیلیمانی - محار گئے گھاٹ سٹیشن ٹھارس۔

مخرج بالانشين

دایسی تجارت کو ترقی دینی کی واسطی
مختلف البضع بخت رنگ کی

دیس تجارت کو ترقی دینے کو
مختلف اوضاع چننے رنگ کی

طرح خراج بالانتہین

ہم نے سولی سنگی اور مروج اور
تاری کا ہی انتظام کیا ہے جو

مستورات کے واسطے نہایت عمدہ تحفہ ہے اور خوش و صنعتی میں یہاں کے چایک دست کاریوں کے
یہ کمال دکھایا ہے کہ بالکل رسمی معلوم ہوتے ہیں اور پائیداری میں اور ریشمی کی کوئی حقیقت نہیں ہے
ایک مرتبہ منگا کر دیکھو تو فرمائے۔ قیمت فی تہان سہ اول مول ہم گنہ اگر وہ علم و قیمت فی تہان
سہ دوم طول اگر گنہ عرض اگر وہ حباب خط و کتابت و ترسیل نہایت شیر کار خانہ سرسہ لو کاوری صانع لکھنؤ
ہونی چاہئے **المشتہ محمد اعجاز علی مالک کارخانہ سرسہ نور کاوری**

اس کارخانہ نے اشتہاری دیوکر سے
آئے پیر روانہ کیا جاوے۔

نئی شرط

بجائے کی یہ تجویزی ہے کہ ہر دو کامنہ پوسٹ کاٹو
سیلیمانی یہ سرمد امراض چشم کا جالی و شیشہ
جس کے چند روز کے استعمال سے جالا۔ پھولا۔ دبند۔ آشوب چشم۔ پریال۔ آنکھوں کے پانی بہتا۔ نزل الماء
دیگرہ کو فوراً دفع کرتا ہے آزمائش ضرور کیجئے۔ بعد طلب کرنا قیمت **سولون دندان** جس کے
استعمال سے ڈاڑھ خواہ مسوڑھے کا کیسا ہی مبتاب کردہ درد ہو یا مسوڑھ ورم کر گیا یا دانتوں سے خون
جاری ہو فوراً دفع کرتا ہے اور جلد امراض دفع ہو کر دانت مثل موتی کے نکل آتے ہیں قیمت فی بکس ہر اوپر دیا
یہ پوڈ دیگر پوڈروں کی طرح نہ تو جلد کو خراب کرتا ہے اور نہ جلن کرتا ہے بلکہ جائے مستعمل نہایت نرم اور صاف
ہو جاتی ہے اور تین منٹ میں فارغ کر دینا اسی کا کام ہے قیمت فی ڈیاخورد و ڈیا کلان ہر اوپر دیا
المشتہ حکیم فرخ حسین حکیم محمد حسین یا لکان کارخانہ احمدیہ مقام بلب گڑھ

کارخانه احمدی حیات روح عطریات

یہ کارخانہ قنوج میں قدیم ہے بلکہ انگریزوں نے اس کا دور
کارخانے کی شکل میں بلحاظ قدامت اب اسے
ترقی دے دی گئی ہے اور عطر و قیل وغیرہ اور اہمات صفائی
کو تیار کئے جاتے ہیں اور خوش معالکی سے کارخانہ اجرام
و نباتہ و شالیقین بطور نمونہ ضرور اللہ بکر بن۔

رافع محمد عبد الله وسعد الله تاجران
عطر قنوج

کارخانه عطر و فرحت افزا نسیم

دوست افزایم کی مشکوٰۃ روح خوش ہو جائیگی۔ مخفی فرست یہ ہے

[illegible]

پیو کلاه فرحت افزای سیم قنوج کن

(الوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالکان کے اہتمام سے جھیکر شالیج ہوا۔)

حضرت امام الزمان کی ڈائری

۲۹۔ نمبر ۹۰ قبل ظہر

مدرسہ سے کیا غرض ہے؟ فرمایا ہماری غرض مدرسہ کے اجرا سے محض یہ ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کیا جاوے۔ مرد و عورت کو اسلئے سناہتہ رکھتا ہے کہ یہ علوم خادم دین ہوں ہماری غرض نہیں کہ ایف۔ اے یا بی۔ اے پاس کر کے دنیا کی تلاش میں مارے مارے پھرنے ہمارے پیش نظر تو یہ امر ہے کہ ایسے لوگ خدمت دین کے لئے زندگی بسر کریں اور اسی لئے مدرسہ کو ضروری سمجھتا ہوں کہ شاید دینی خدمت کے لئے کام آسکے۔

مشکل یہ ہے کہ جبکہ ذرا ہی استعداد ہو جاوے وہ دنیا کی طرف جھک جاتا ہے۔ میں چاہتا ہوں ایسے لوگ پیدا ہوں جیسے مولوی محمد علی صاحب کام کر رہے ہیں۔ زندگی کا کوئی بہرہ نہیں اب وہ اکیلے ہیں۔ کوئی انکا ہاتھ بٹانے والا یا قائم مقام نظر نہیں آتا۔ سلسلہ کے تعلیم یافتہ غور کریں! میں دیکھتا ہوں کہ آریوں کی حالت

ہے کہ ایک طرف تو وہ ذرہ ذرہ کو خدا بنا رہے ہیں اور اسی طرح ہر اللہ تعالیٰ کی معرفت سے بے نصیب اور حقوق کے سمجھنے سے قاصر ہیں۔ اور حقوق العباد کی طرف سے ایسے اندھے ہیں کہ نیوک جیسے مشل کو مانتے ہیں۔ باوجود ایسا مذہب رکھنے کے پھر انہیں اسکی حمایت کے لئے اسقدر جوش ہے کہ بہت سے تعلیم یافتہ اپنی زندگیاں مذہب کی خاطر وقف کر دیتے ہیں۔

اور یہاں یہ حال ہے کہ جو مدرسہ سے نکلتا ہے اسکو دنیوی امور کی طرف ہی توجہ ہوجاتی ہے جہاں تک ہو سکے اپنی آرزو ہے کہ کوئی دینی خدمت ہو جاوے رات پھر وہی الہام ہوا جو پہلے ہی ہو چکا ہے۔

تازہ الہام ۱۔ بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں
۲۔ کل میعاد سبک

۳۔ اسدن سب پر اداسی چھا جائے گی۔

۴۔ قرب احبک المقدر ولا ینقی لک من الخزیات ذکرا۔

ان الہامات پر غور کر کے میں بھی سمجھتا ہوں کہ وہ زمانہ بہت ہی قریب ہے۔ پہلے ہی یہ الہام ہوا تھا۔ اس وقت اسکے ساتھ ایک روایا بھی تھی کہ ایک شخص نے سچے کھن کی ایک کوری سنڈین ٹھنڈا پانی دیا وہ پانی پڑا ہی مصفا اور صاف رہتا۔ مگر وہ تھوڑا سا رہتا اور اس کے ساتھ الہام ہوا تھا۔

آج بڑی زندگی

غرض

زندگی کا زمانہ خواہ کتنا ہی لمبا ہو پھر بھی تھوڑا ہی ہے۔

قبل عصر

نمبر ۹۰ کی صبح کو جناب بیٹھ عبدالرحمان صاحب مدرسہ اسی داپس وطن کو جانے والے تھے۔ اسلئے حضرت اقدس بیٹھ صاحب کی مذاقات کیو سہل مہمان خانہ جدید میں جہاں بیٹھ صاحب اور دوسرے اصحاب فروکش تھے تشریف لائے اور بیٹھ صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا رات مجھے یہ الہام ہوا ہے۔ (وہی الہام جو اوپر درج ہو چکے ہیں سنائے)

الہام سنانے کے بعد فرمایا ولا ینقی لک من الخزیات ذکرا سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کوئی رسوا کر نیوالا ذکر باقی نہ چھوڑے گا۔ یہ بڑا دلچسپ الہام ہے یعنی تیرے آنے کی جو علت غائی ہے اسکو ہم پورا کر دیں گے۔ کسی مامور مدرسہ کے لئے رسوا کرنے والا ذکر بھی ہو سکتا ہے۔ کہ وہ اپنے مقاصد و اغراض میں نا کامیاب ہو۔ سو اللہ تعالیٰ نے بشارت دی ہے کہ تیرے آنے کی جو غرض اور مقصد ہے اسکو ہم پورا کر دیں گے۔

مگر یہ سنت اللہ ہے کہ جقدر مامور دنیا میں آتے ہیں۔ ضروری نہیں سمجھا جاتا کہ ان کے ہی زمانہ میں پوری تکمیل ہو جاوے بلکہ بہت امور ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے متبعین کے ہاتھوں سے پورے ہوتے ہیں اور ان کے ہی ہاتھ پر وہ تکمیل بھی جاتی ہے۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد رسالت میں مکہ مدینہ اور بعض نواح تک اسلام تھا۔ لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اسلام کا دائرہ بہت وسیع ہو گیا۔ اور بہت کمزوری تکمیل صحابہ کے ہاتھ پر ہوئی جو حقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامیابی اور آپ کے دست مبارک پر ہی تکمیل تھی۔ اسکے بعد بنو امیہ اور دوسرے سلاطین کے ذریعہ ان ترقیوں میں اور ترقی ہوئی۔ اور محمد غزنوی نے ہی ان میں حصہ لیا۔ اور یہ سلاطین ہند جو سات سو برس تک حکمران رہے کسی حد تک ان کو بھی حصہ ملا۔ انہوں نے ایسی ایسی جگہ مساجد تعمیر کرائیں جو مندوؤں کے مرکز تھے۔ غرض یہ سنت اللہ ہے کہ جو مامور ہو کر آتا ہے ضروری نہیں کہ سب مقاصد اسکے وقت ہی میں تکمیل ہوں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر اور کو ہو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تفسیر و کلام کے نوٹ۔ آج دن بھر بیٹھ رہا ہوں۔ احباب نے دعاؤں کے ساتھ حضرت کیا۔ بسلاڑی دباڑا آئی (اکیں)

خزانوں کی کنجیاں مجھے دی گئی ہیں لیکن وہ کنجیاں آپ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دی گئیں۔ یہ کہنا کہ وہ آپ کو نہیں ملین غلط ہے کیونکہ اس بات کو تسلیم کر لیا گیا ہے۔ کہ متبعین کے فتوحات اور کامیابیوں ہی دراصل متوجہ کی فتوحات ہوتی ہیں۔

اس دن سب پر اداسی چھا جائیگی۔ اسکے متعلق فرمایا کہ یہ بالکل سچ ہے جب اللہ تعالیٰ کا کوئی مامور دنیا سے اٹھتا ہے تو ہر چیز پر ایک اداسی چھا جاتی ہے۔ خصوصاً ان لوگوں پر جو اس کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ انسان کی عادت میں یہ بات داخل ہے کہ وہ ہر بات کو قبل از وقت سمجھتا ہے۔ اسلئے جب اسکی کوئی محبوب چیز جاتی رہے تو پھر ضرور غمگین ہوتا ہے یہ ایک فطری تقاضا ہے۔ صحابہ کچھ حالت کا کون اندازہ کر سکتا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت تھی۔ انکو تو قریب ایک تسم کا جنون ہو گیا تھا۔ اس غم میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی میں انپر آیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تو وہ جوش آیا کہ انہوں نے تلوار سی نکالی کہ جو شخص کہے گا کہ آپ وفات پا گئے ہیں میں اسے قتل کر دوں گا گویا وہ یہ لفظ بھی سننا نہ چاہتے تھے پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا۔ اور آیت ما محمد الامر معلوم قد خلعت من قبلہ السسل پڑھی تو انکا جوش فرو ہوا۔ یہ آیت دراصل ایک جنگ میں نازل ہوئی تھی جبکہ شیطان کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی آواز دی گئی۔ مگر اسوقت جب حضرت ابوبکر نے اس آیت کو پڑھا تو صحابہ سمجھتے تھے کہ گویا یہ آیت ابھی اتری ہے۔

فرمایا ایسے امور میں حیرت اور سرشتگی ایک لازمی امر ہوتا ہے یہ اختیاری بات نہیں کہ نہو۔ میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے جو قبل از وقت ان امور کو بار بار ظاہر کرتا ہے اس میں یہ ہر ہے کہ تاجماعت کی تسلی اور اطمینان کا موجب ہو۔ ہم یہ ایمان رکھتے ہیں کہ دو عالم ہیں جو یقینی الوجود ہیں ایک تو یہی عالم جس میں ہم اب ہیں اور زندگی بسر کر رہے ہیں دوسرا وہ عالم کہ جس میں مرے کے بعد ہم داخل ہوتے ہیں چونکہ نہاں کو اس وسیع علم نہیں ہوتا اسلئے اسے وہی سمجھتا اور اس سے کراہت کرتا ہے اسکی وجہ بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ اسکی خبر نہیں اور اس عالم میں چونکہ رہتا ہے اور اسکی خبر اور اطلاع ہے اسلئے اس سے محبت کرتا ہے۔ اور اسی میں رہنا چاہتا ہے

اگر اس عالم پر پورا یقین ہو جاوے تو اس عالم ہی چلا جانے کا کوئی غم نہ ہوگا اور ایسی صورت میں یہ عالم تو اسی قدر ہے کہ جیسے مسافر کسی جگہ کو کوچ کرنے کی تیاری کرے تو زادراہ کا بندوبست کر لیتا ہے۔ اسی قدر یہ عالم ہے کہ اس عالم کے سفر کے لئے زادراہ کا بندوبست کرے۔ اور نہ اس سے زیادہ شریعت حکم دیتی ہے۔ اگر یہ عالم ہمیشہ کے لئے ہوتا تو آدم سے لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک جقدر انبیاء و رسل اس دنیا میں گزرے ہیں۔ انکے ہمیشہ یہاں رہنے کی بہت بڑی ضرورت تھی۔ اور اسکو اللہ تعالیٰ سے زیادہ کون سمجھ سکتا ہو؟ مگر دیکھ لو اللہ تعالیٰ نے جب تک انکے لئے اس عالم میں رہنا پسند کیا وہ یہاں رہے۔ اور آخر انکا کام کر کے اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ خواہ دوسروں کے نزدیک انکی وہ رخصت قبل از وقت ہی سمجھی گئی ہو۔ اور وہ کا ذکر چھوڑ کر نبی سراہل میں بھیجے ہوئے رسولوں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک بڑے اوالعزم رسول تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان سے بڑے بڑے وعدے فرمائے مگر ان کے ارض مقدس میں داخل ہونے کا وعدہ ہوتا مگر اس ارض مقدس کے راستہ ہی میں انکو موت آگئی اور وہ اس وعدہ کی زمین میں داخل نہ ہو سکے۔ پھر خدا تعالیٰ نے انکے بعد یسوع بن لون کو برائید کیا اور وہ اس زمین میں داخل ہوا۔ مگر وہ بھی ایک قسم کے اسرار ہوتے ہیں جبکہ ہر شخص نہیں سمجھ سکتا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو رور و کر دعائیں کرتے تھے اسکے یہ معنی نہیں کہ وہ موت سے ڈرتے تھے یا اس زندگی سے پیار کرتے تھے بلکہ ان کو ناکامی کا اندیشہ تھا کہ ایسا ہونے کا کام دنیا سے اٹھوں۔ آخر اللہ تعالیٰ نے انکی دعاؤں کو سنا مگر یہ نہیں کہ وہ موت کا پیالہ ان سے مل گیا اپنے وقت پہنچا انہوں نے پیا اور رخصت ہوئے۔

فرمایا ہم تو اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم کرتے ہیں اور ہم یقین کرتے ہیں کہ جو کچھ وہ کرتا ہے بہتر کرتا ہے یہ بہت خیال کرو کہ اللہ تعالیٰ کے کاروبار میں جنکا اسنے ارادہ کیا ہوتا ہے کسی قسم کا فرق آجاتا ہے ایسا تو وہم کرنا بھی سخت گناہ ہے نہیں بلکہ وہ کاروبار جس طرح چاہتا ہے بدستور چلتا ہے اور جس طرح اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اسے چلاتا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بھی بیٹے فکر کیا ہے کہ وہ راستہ ہی میں فوت ہو گئے قوم چالیس دن تک ماتم کرتی رہی مگر خدا تعالیٰ نے وہی کام یسوع بن لون سے لیا۔ اور پھر

چوتھے چوتھے اور بنی آتے رہے یہاں تک کہ مسیح ابن مریم آگیا۔ اور اس سلسلہ میں جو اللہ تعالیٰ نے موتی سے شروع کیا تھا کوئی فرق نہ آیا۔

پس یہ کبھی نہیں سمجھنا چاہیے کہ خدا تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ میں کوئی فرق آجاتا ہے یہ ایک دیو کا لٹکا ہے اور بت پرستی تک نوبت پہنچ جاتی ہے اگر یہ خیال کیا جاوے کہ ایک شخص کے وجود کے بغیر کام نہیں چل سکتا۔ میں تو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور طرف نظر اٹھانا کبھی پسند نہیں کرتا۔

فرمایا میرے ایک چچا صاحب فوت ہو گئے تھے عرصہ ہوا۔ میں ایک مرتبہ اون کو عالم رویا میں لکھا۔ اور ان سے اس عالم کے حالات پوچھے کہ کس طرح انسان فوت ہوتا ہے اور کیا ہوتا ہے انہوں نے کہا کہ اس وقت عجیب نظارہ ہوتا ہے جب انسان کا آخری وقت قریب آتا ہے تو دوفرشتے جو سفید پوش ہوتے ہیں سامنے آتے ہیں اور وہ کہتے آتے ہیں مولا لبس مولا لبس۔

(فرمایا حقیقت میں ایسی حالت میں جب کوئی مفید وجود درمیان سے نکل جاتا ہے یہی لفظ مولا لبس موزون ہوتا ہے)

اور پھر وہ قریب اگر دونوں انگلیاں ناک کے آگے رکھ دیتے ہیں

لے روح جس راہ سے آئی تھی اسی راہ سے واپس نکل آ!

فرمایا طبی امور سے ثابت ہوتا ہے کہ ناک کی راہ سے روح داخل ہوتی ہے اسی راہ سے معلوم ہوا نکلتی ہے۔

تو ریت سے یہی یہ معلوم ہوتا ہے کہ تہنوں کے ذریعہ زندگی کی روح پہنچتی تھی۔

وہ عالم عجیب اسرار کا عالم ہے جس کو اس زندگی میں انسان پورے طور پر سمجھ ہی نہیں سکتا۔

فرمایا اگر دن نہ ہو تو یہی ہوں اور اللہ تعالیٰ کی رضا میں بسر ہوں تو غنیمت ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جس ملک میں رہے تھے وہاں کی زندگی صرف ساڑھے تین سال کی ہی رسالت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ رسالت ۳۳ سال تھا مگر میں جانتا ہوں کہ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خوش قسمتی ثابت ہوتی ہے اور کوئی دوسرا اس میں شریک نہیں۔ امور رسالت میں یہ کامیابی اور سعادت کسی اور کو نہیں ملی۔ آپ کی آمد کا وہ وقت تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے خود ظہر الفساد فی البر والبحر سے بیان

کیا ہے یعنی نہ خشکی میں اس نہ تہا نہ تری میں مراد اس سے یہ ہے کہ اہل کتاب اور غیر اہل کتاب سب بگڑ چکے تھے اور قسم قسم کے فساد اور خرابیاں ان میں پھیلی ہوئی تھیں گو یا زمانہ کی حالت بالطبع تقاضا کرتی تھی کہ اس وقت ایک زبردست مادی اور مصلح پیدا ہو۔ ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا۔ اور پھر آپ ایسے وقت دنیا سے رخصت ہوئے جب آپ کو یہہ آواز آگئی۔ الیوم اکملت لکم دینکم و ما تمسک علیکم من شیء و رضیت لکم الاسلام دیناً۔ یہ آواز کسی اور نبی اور رسول کو نہیں آئی کہتے ہیں جب یہ آیت اتری اور پڑھی گئی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اس آیت کو سنکر رو پڑے۔ ایک صحابی نے کہا کہ اے بڑے آدمی تجھے کیا ہو گیا آج تو خوشی کا دن ہے تو کیوں رو پڑا۔ حضرت ابو بکر نے جواب دیا کہ تو نہیں جانتا مجھے اس آیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی بو آتی ہے۔ حضرت ابو بکر کی فراست بہت تیز تھی انہوں نے سمجھ لیا کہ جب کام ہو چکا تو پھر یہاں کیا کام۔ قاعدہ کی بات ہے کہ جب کوئی زبردست کام افسر کسی صلح کا بندوبست کرنے کو بھیجا جاتا ہے وہ اس وقت تک وہاں رہتا ہے جب تک وہ کام ختم نہ ہوے جب کام ختم ہو جاتا ہے تو پھر کسی اور جگہ بھیجا جاتا ہے۔ اسی طرح پرستین کے متعلق بھی یہی سفت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جب یہ امر دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا ابو بکر سچ کہتا ہے۔ اور پھر یہی فرمایا کہ اگر میں کسی کو دنیا میں دوست رکھتا تو ابو بکر کو

یہ جملہ بھی قابل استرجاع ہے حضرت ابو بکر کو آپ دوست تو رکھتے تھے پھر اس کا کیا مطلب؟ بات اہل میں یہ ہے کہ خلعت اور دوستی تو وہ ہوتی ہے جو رگ و ریشہ میں دھنس جاوے وہ تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کا خاصہ اور اسی کے لئے مخصوص ہے دوسروں کے ساتھ محض اخوت اور برادری ہے خلعت کا مفہوم یہی ہے کہ وہ اندر دھنس جاوے جیسے یوسف زلیخا کے اندر رچ گیا تھا۔ پس یہی معنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس پاک فقرہ کے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کی محبت میں تو کوئی شریک نہیں دنیا میں اگر کسی کو دوست رکھتا تو ابو بکر کو رکھتا۔ یہ ایسی ہی بات ہے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر کسی کو بیٹا بنا تو ایک مقرب کو بنا لیتا ایک مفسر کہتا ہے کہ مقرب سے مراد آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم ہیں جس کا مقام لہرتی حاصل ہے غرض یہہ امت کو جس کے لئے ضروری ہیں جس کو شخص سمجھ نہیں سکتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر سزاوارت آدمی مرتد ہو گئے حالانکہ آپ کے زمانہ میں تکمیل شریعت ہو چکی تھی۔ یہاں تک اس ارتداد کی نوبت پہنچی کہ صرف دو مسجدیں رہ گئیں جن میں نماز پڑھی جاتی تھی باقی کسی مسجد میں نماز ہی نہیں پڑھی جاتی تھی۔ یہ وہی لوگ تھے جس کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لکن قولوا اسلمنا مگر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ذریعہ دوبارہ اسلام کو قائم کیا اور وہ آدمی مٹا ہوئے۔

میرے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بہت بڑا احسان اس امت پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ہے کیونکہ ان کے زمانہ میں چار چوتھے پیغمبر ہو گئے مسلمانوں کے ساتھ ایک لاکھ آدمی ہو گئے تھے اور ان کا بنی ان کے درمیان سے اٹھ گیا تھا مگر ایسی مشکلات پر ہی اسلام اپنے مرکز پر قائم ہو گیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تو بات بنی بنائی ملی تھی پھر وہ اس کو پہلے گئے یہاں تک کہ نواح عرب سے اسلام نکل کر شام و روم تک جا پہنچا اور پھر مالک مسلمانوں کے قبضے میں آئے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ والی مصیبت کسی نے نہیں دیکھی تھی نہ حضرت عمر نے نہ حضرت عثمان نے اور نہ حضرت علی نے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور میرا باپ خلیفہ ہوا۔ اور لوگ مرتد ہو گئے تو میرے باپ پر اس قدر غم طرا کہ اگر پہاڑ پر وہ غم پڑتا تو وہ زمین کے برابر ہو جاتا۔ ایسی حالت میں حضرت ابو بکر کا مقابلہ ہم کس سے کریں۔ اصل مشکلات اور مصائب کا زمانہ وہی تھا جس میں اللہ تعالیٰ نے انہیں کامیاب کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وقت کوئی فتنہ باقی نہ تھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ میں حضرت سلمان سے تشبیہ دیتا ہوں ان کو بھی عمار کا بڑا شوق تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے وقت میں اندر لے

فتنے ضرور تھے ایک طرف معاویہ تھے اور دوسری طرف علی رضی اللہ عنہ اور ان فتنوں کے باعث مسلمانوں کے خوب خون بہے ۶ سال کے اندر اسلام کے لئے کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔ اسلام کے لئے تو عثمان رضی اللہ عنہ ہی ساری کاروائیاں ختم ہو گئیں پھر تو خانہ جنگی شروع ہو گئی۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ میری دانست میں بہت اچھا کام کیا کہ خلافت الگ ہو گئے پہلے ہی ہزاروں خون ہو چکے تھے انہوں نے پسند نہ کیا کہ اور خون ہوں اسلئے معاویہ سے گذارہ لے لیا چونکہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اس

فعل سے شیعہ پر زد ہوتی ہے اسلئے امام حسن پر پورے راضی نہیں ہوئے۔ ہم تو دونوں کے شہنا خان ہیں۔ اصلی بات یہ ہے کہ ہر شخص کے جدِ اجداد قوی معلوم ہوتے ہیں حضرت امام حسن نے پسند نہ کیا کہ مسلمانوں میں خانہ جنگی بڑھے اور خون ہوں۔ انہوں نے اس پسندی کو مد نظر رکھا۔ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے پسند نہ کیا کہ فاسق ناجر کے ہاتھ پر بیعت کر دے کیونکہ اس سے دین میں خرابی ہوتی ہے۔ دونوں کی نیت نیک تھی۔

انما الاعمال بالنیات۔ یہاں تک امر ہے کہ نیک کے ہاتھ سے ہی اسلامی ترقی ہوئی یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے وہ چاہے تو فتنی کے ہاتھ سے ہی ترقی ہو جاتی ہے۔ نیز یہ کامیابیک بخت تھا۔ اس ہی ہے کہ ہر شخص اپنے قوی کے موافق کام کرے۔ قل کل یعمل علی شاکلہ۔

بعض لوگ دنیا داری میں بڑے کامل ہوتے ہیں۔ بعض سادہ ہوتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ دیکھا کہ لوگ کھجور کو پیوند کر رہے ہیں یہ پیوند نہ کاواہ کو ہوتا ہے آپ نے ان کو منع کیا۔ انہوں نے نہ لگایا اس سال کھجوریں نہ لگیں تو آپ نے فرمایا انتم اعلم بامور دنیا کہ جیسے تم اپنے دنیوی معاملات کو بہت جانتے ہو۔

انبیاء علیہم السلام باوجود اسکے کہ بڑے قوی اور صاحبِ ہمت لوگ ہوتے ہیں لیکن اگر انہیں قلبہ رانی کے لئے کہا جاوے تو انہیں کب تو قیق ہو سکتی ہے! اسلئے کہ وہ اس فرض کے لئے بنائے ہی نہیں جاتے جن مقصد اور غرض کے لئے وہ آئے ہیں اور اس راہ میں جو تکالیف اور مصائب انہیں اٹھانے پڑتے ہیں کوئی دوسرا شخص دنیا کا خواہ وہ کیسا ہی بہادر اور نومند کیوں نہ ہو وہ ان مشکلات کو ہرگز ہرگز برداشت نہیں کر سکتا مگر اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو کچھ ایسا دل اور حوصلہ عطا کرتا ہے۔ کہ وہ بڑی جرأت اور دلیری کے ساتھ انکو برداشت کرتے ہیں۔

خود انسان کو دیکھو کہ باوجودیکہ بڑا عقلمند اور عجیب عجیب ایجادیں کرتا ہے مگر بے کاسا اگر سلا نہیں بنا سکتا۔ اسلئے کہ اس قسم کے قوی اسے نہیں ملے۔ شہد کی مکہ شہد بناتی ہے انسان کا کیا مقدور ہے کہ اس قسم کا شہد بنا سکے وہی طریق موجود ہیں مگر انسان عاجز ہے ہر چیز کو اللہ تعالیٰ نے جدا جدا طاقت دی ہے۔ اس طرح ایک طبقہ انسان کو دی ہے جس کو روحانی قوتیں دی جاتی ہیں۔

ایک شخص نے سوال کیا کہ زندگی میں کسی مرد کو تلی ہو یا مدید کا پیر سے ہو کیا وہ ہی اس فیض بالنبی

فرمایا صوفی تو کہتے ہیں کہ انسان مرنے کے بعد بھی فیض پاتا ہے بلکہ وہ کہتے ہیں کہ زندگی میں ایک دائرہ کے اندر محدود ہوتا ہے اور مرنے سے بعد وہ دائرہ وسیع ہو جاتا ہے اس کے سبب قائل ہیں۔

چنانچہ یہاں تک ہی مانا ہے کہ حضرت عیسیٰ جب آسمان سے آئیں گے تو چونکہ وہ علوم مرتبہ سے ناواقف ہونگے کیا کریں گے؟ بعض کہتے ہیں کہ وہ علوم عربیہ پڑھیں گے۔ اور حدیث اور فقہ بھی پڑھیں گے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ امر تو ان کے لئے موجب عار ہے کہ وہ کسی لوی کے شاگرد ہوں اسلئے مانا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں بیٹھیں گے اور وہاں بیٹھ کر استفادہ کریں گے مگر اصل میں یہ دونوں باتیں غلط ہیں۔ مگر اس سے آٹھ اٹا ہوتا ہے کہ انکا عقیدہ ہے کہ قبور سے استفادہ ہو سکتا ہے لیکن یہ یاد رہے کہ یہ امر لطیفی شرک نہ ہو جیسا کہ عام طور پر دیکھا جاتا ہے۔

فرمایا۔ ہماری نصیحت یہ ہے کہ ہر شخص گور کے کنارے بیٹھا ہے یہ الگ امر ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو اطلاع دیدے۔ اور کسی کو اچانک موت آجائے۔ مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ گھر سے بے بنیاد۔ بہت سے لوگ دیکھتے ہیں کہ انہوں نے اپنے ہاتھ سے اپنے گھر کے سارے آدمیوں کو ٹیپ دیا اور ادا دفن کو دفن کیا مگر کچھ ایسے سخت دل ہوتے ہیں کہ وہ موت اپنا اثر نہیں کرتی۔ اور تیرہ مٹی انہیں نہیں پانی جاتی۔ یہہ جتنی ہے۔ یہہ تاشا۔ سلاطین کے ہاں بہت دیکھا جاتا ہے۔ لاکھوں لاکھ خون ہوجاتے ہیں اور انہیں کوئی اثر نہیں مساکین سے مال لیتے ہیں اور خود عیش کرتے ہیں بڑی ہماری غفلت کا نمونہ اچھے ہاں دیکھا جاتا ہے۔

سفرنامہ دہلی

(ایڈیٹر محکمہ کالج ہوا۔)

(گزشتہ اشاعت سے آگے)

بٹالہ سٹیشن حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دو پہر کا کیا بیان ہی کیا۔ اور نظر اور عمر کی نماز سفر کی وجہ سے جمع کر کے پڑھی تھی۔ حضرت اقدس

کا عموں سمول دیکھا گیا ہے کہ جب آپ سفر میں جاتے ہیں تو نماز قصر کرتے ہیں اور پھر عصر کی نماز قصر کرتے ہیں۔ اس سفر میں چونکہ فاصلہ دور ہی ساتھ ہے اسلئے وہی امام نماز ہے۔

نماز سے فارغ ہو کر خاکسار ایڈیٹر نے آپ کی ریزرو گاڑی میں اسباب وغیرہ رکھوایا۔ اور آپ کو سوار کرادیا۔ یہ گاڑی حضور کی بالکل الگ تھی۔

پردہ پر ایک نظر بچے متعدد مرتبہ اسے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو ایسی صورتوں میں دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے جبکہ آپ سفر میں ہوں اور حضرت ام المؤمنین علیہا السلام آپ کے ہمراہ ہوں۔

آپ ایسے موقع پر عام دنیا داروں کی طرح کسی ایسا پسند اور گوارا نہیں فرماتے کہ آپ تو آگے آگے ہوں اور مستورات بچے ایک ایسے خاصہ فاصلہ سے ہوں۔ یہ نظر ہم لوگ آئے دن سٹیشن پر دیکھتے ہیں کہ اس کو دفع داری کے خلاف سمجھا جاتا ہے کہ مستورات کے ساتھ ساتھ جلیں مگر حضرت جبرائیل علیہ السلام ایک اسوہ اور نمونہ ہیں اور جنہوں نے اگر دنیا میں عورت ذات کی کوئی ہی عورت کو پر قیام کیا ہے اور خیر کو خیر کہلا لہلہ پر پورا عمل کر کے دکھایا ہے سفر میں بھی ایسی باتوں کی پروا نہیں کرتے بلکہ ایک مسند پر بیٹھ کر انسان کی طرح (جبرائیل علیہ السلام کا خاصہ ہے) سفر کرتے ہیں۔ آپ حضرت ام المؤمنین علیہا السلام کے بالکل ساتھ ساتھ چلتے ہیں اور بچوں اور مستورات کو خوب احتیاط کے ساتھ گاڑی میں سوار کرانے کے بعد خود سوار ہوئے۔

سٹیشن بٹالہ پر بیعت یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ میان

امام بخش سپاہی سکن چکوال، ۱۰ بجے والی گاڑی میں اپنی اہلیہ سمیت قادیان جاتے کے واسطے سٹیشن بٹالہ پر اترا تھا لیکن جب اس نے دہلی جانے والے قافلہ کو دیکھا اور معلوم کیا کہ حضرت اقدس تشریف لارہے تو دین ٹھیر گیا آخر سٹیشن پر ہی حضرت اقدس سے اسکی اہلیہ نے بیعت کی اور وہ بھی اسی گاڑی میں جس میں حضرت اقدس دہلی جانے والے تھے امیر تک واپس ہوا۔

بٹالہ سے امیرسر بٹالہ سے گاڑی ایک بجے ۵۰ منٹ گزرے

روانہ ہوئی۔ راستہ میں کوئی ایسا امیر قال ذکر نہیں ہوا کی سے پہلے دہلی روانگی کا تاثر دیدیا گیا۔ **امیرسر ریلوے سٹیشن** حضرت اقدس کی روانگی محض پر ایسٹ تھی اور آپ نے منع کر دیا تھا کہ کسی خادم اطلاع

نہی جاوے اسکی وجہ یہ تھی کہ چونکہ روانگی یقینی نہ تھی اور کئی مرتبہ ارادے ہو کر منسوخ ہو چکے تھے اور ایک مرتبہ اطلاع میٹھی وجہ سے پہاڑی اڑھ پہلو لوہا نہ کے سٹیشن پر کئی کئی دن تک خدام حاضر رہے اور آخر انتظار کے بعد نیکہ ضلع جالندھر کی جماعت قادیان ہی آپہنچی، اگرچہ وہ لوگ بڑے خوش اور اپنے آپ کو بیدار بخت سمجھتے تھے کہ اس تقریب پر ہی حضرت اقدس کی زیارت کا موقع مل گیا۔ مگر حضرت اقدس انکی تکلیف کو بہت محسوس کرتے تھے۔ ان بنا پر فرمایا کہ بیڑے کسی جگہ اطلاع نہ دیا جائے۔ یہی وجہ تھی جو امیرسر ہی اطلاع نہ کی گئی۔

یہاں گاڑی کو قریب ۵ گھنٹہ ٹھہرنا تھا۔ ابھی ٹھہری دیر ہی ہوئی تھی۔ کہ کچھ تہلہ کی جماعت لڑھکے خواں کا ایک خاص نمونہ) میں سے منشی ظفر احمد صاحب اور منشی اردو صاحب اور ڈاکٹر فیض قادر صاحب تشریف لے آئے۔ ہر چند ہر شخص کا اخلاص اس کے لئے دل میں ہے اور اللہ تعالیٰ ہی اسے بہتر جانتا ہے مگر منشی اردو صاحب کی زندگی میں بیٹے یہ عجیب بات دیکھی ہے۔ کہ کوئی سفر ہو کوئی تفریب ہو وہ بیٹے اللہ تعالیٰ کے ہاں کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انکو جزائے جبر سے۔ اور دوسرے احباب کو اس کی توفیق۔ اس سفر دہلی میں دینی تو نہیں مگر کوئی نہ ہی منشی صاحب ہر صوف ہونے لگے تھے اور جن سفر میں میں مجھے حضرت اقدس کے ہمراہ جانا پڑا ہے بیٹھے ہوں انکو دیکھا ہے۔ خیر یہ تو جملہ سفر مذہب تھا جماعت کو کھڑے کے منہج بالا احباب نے اگر نیاز حاصل کیا اور انہیں سے ڈاکٹر فیض قادر صاحب شہر کو چلے گئے۔ اور ڈاکٹر عبداللہ صاحب کو خبر ہوئی۔ وہ دھڑکی ہوئے سٹیشن پر پہنچے اور احباب کو بھی جی اقدس جماعت امیرسر (جنکی۔ مگر انہیں اس امر کا سخت افسوس تھا کہ کہیں

قبل از وقت انہیں اطلاع نہ ملی۔ آخر انہوں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کی دعوت کے لئے جماعت امیرسر کی طرف سے عرض کیا اور اجازت ہونے پر وہ شہر میں واپس آئے۔ اور بڑی سرعت اور عجلت کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھتے ہوئے وہ مکلف کہاں طیارہ کر کے لے آئے۔ جماعت امیرسر کے اکثر احباب جنکو خبر ہو چکی تھی ڈاکٹر صاحب کے جانے کے بعد محمول نیاز کی خاطر حاضر ہوئے۔ ہر ایک انہیں سے حضرت اقدس اور احباب سے مل کر جہاں خوش ہونا تھا۔ وہاں اسے قبل از وقت اطلاع نہ ہونے کا سخت افسوس ہو رہا تھا۔

جماعت لاہور بعض ممبر کچھ تہلہ کی جماعت لاہور سے حکیم محمد حسین صاحب قریشی اور ناصر غلام

عقاب اور پر خور دار محمد یوسف پسر حکیم محمد حسین صاحب قریشی بھی آقا حاضر ہوئے۔ میں ان دو لوگوں کا ذکر ہی خصوصیت سے کرنا چاہتا ہوں لاہور میں سے یہ دو بزرگ قادیان حاضر ہوئے اور حضرت اقدس کے سفر میں جی الوم ساتھ رہنے کو بہت ضروری سمجھتے ہیں ڈاکٹر حکیم نور محمد صاحب بھی آئی پارٹی میں سے ہیں اس موقع پر وہ کہی پیچھے نہ رہے اگر نقیب احمد وہ میرا نہ ہوتے۔ بہر حال لاہور کے دوسرے احباب کو بھی اس اسوہ سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔

امیرسر سٹیشن حضرت اقدس گاڑی سے اتر کر میٹ فارم کے ایک

ایسے حصہ پر جہاں مسافروں کی آمد رفت نہیں ہے درختوں کے نیچے تشریف فرما ہوئے۔ ٹھہری ہی دور مستورات ایک طرف بیٹھ گئی تھیں۔ حضرت اقدس حلقہ خدام میں بیٹھے ہوئے تھے کہ یکایک حضرت صاحبزادہ مبارک احمد سلمہ اللہ الاحد کی طبیعت نا ساز معلوم ہوئی۔ اگرچہ کچھ ضروری نہ تھا کہ میں یہاں اس تذکرہ کو لکھتا لیکن میں اس سے آپ کی پاکیزہ میرت کا ایک حصہ آپ کا خارق عادت مستعد کی دکھانا چاہتا ہوں۔

میں انکو چھوڑنا نہیں چاہتا۔ وہ یہ کہ آپ کی ہمدردی اور مستعدی اور محبت کو دکھاؤں۔ انبیاء علیہم السلام کا خاصہ ہوتا ہے کہ وہ سستی اور کالی کو نزدیک نہیں آنے دیتے اور ان کی فطرت میں نوع انسان کو سے غیر معمولی اور فوق عادات ہمدردی ہوتی ہے ممکن ہے کوئی شخص یہ سمجھ کر کہ اپنے بچہ کی وجہ سے مرزا صاحب نے ہمدردی اور حتی کا نمونہ دکھایا ہوگا۔ مگر انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہر شخص کے لئے ایسا ہی ورد اور حتی آپ میں ایسے موتوں پر پائی گئی تھی اور خود ارق مصروف تھا پٹھان کوٹ کے مقام پر ۱۹۵۷ء میں ہنگام عالی کی شفقت کا وہ نمونہ دیکھ چکا ہے کہ بزرگ انبیاء علیہم السلام کے دوسروں میں مل ہی نہیں سکتا۔ ہر شخص آپ نے نبض دیکھی اور معلوم ہوا کہ معدہ میں نقل اور حرارت بڑھ رہی تھی فوراً آپ کوئی چار سو قدم کے فاصلہ پر جہاں آپ کی گاڑی کھڑی تھی تشریف لے گئے یہ عاجز میں ہمراہ تھا اور ایک بڑا صندوق تختہ کے نیچے سے نکالا اس میں سے کوئی دوامی نکالی اور صاحبزادہ صاحب کو دی۔ اور بعض ادویات ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب کے مشورہ سے بازار سے شکر گردی کین۔ خدا نے اپنا فضل کیا اور صاحبزادہ صاحب کی حالت درست ہو گئی واللہ علیہ ذالک لا تطیش للنایا سہامہا جماعت امیرسر کے آجائے

باتوں ہی باتوں میں حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب

کا تذکرہ آیا۔ فرمایا: بڑے ہی شخص اور قابل
قدر انسان تھے مگر اللہ تعالیٰ کی بھی مرضی تھی اگرچہ
بشریت کے لحاظ سے صدمہ ہوتا ہے۔ مگر ہم اللہ
تعالیٰ کی رضا پر خوش ہیں۔ اسنے ہماری تسلی کے
لئے پہلے سے ہی بتا دیا تھا کہ اب مولوی صاحب
ہم سے الگ ہونگے۔ چنانچہ لا تطیش المنايا
سہا سہا ان کی بابت الہام ہو چکا تھا اور پھر
کفن میں لپیٹا گیا۔ اور پھر صاف طور پر ہم ہر س
کی عمر انا بند دانا الیہ راجعون۔

یہ سب الہامات ان کی موت کی خبر دیتے تھے۔
لیکن ہم ان کی نسبت خیر چاہتے تھے اسلئے اپنے
طور پر ان الہامات کو کسی اور مفہوم میں پورا ہونے
کے خواہشمند تھے مگر اللہ تعالیٰ کی قضاء و قدر
وہی تھی جو صاف طور پر ان الہامات میں بتا دی گئی
تھی اور آخر وہ پورے ہو گئے۔

ان الہامات پر غور کر کے مجھے ایک نکتہ سمجھ میں
آیا ہے کہ جب مرض الموت کا وقت آجائے
تو وہ وقت دعا کا نہیں ہوتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ
اپنے ارادہ کو ظاہر کر دیتا ہے اسی طرح پر جو حالتیں
مہلک بیماریوں کی ہوتی ہیں انہیں بھی نتیجہ نظر آجاتا
ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کی قدرت ہے کہ مولوی صاحب
کے معاملہ میں ایک عجیب بات دیکھی گئی کہ ان کی
اصل مرض سرطان جسکو انگریزی میں (کارسینک) کہتے
ہیں بالکل اچھا ہو گیا بلکہ خود انہوں نے ہاتھ
پیر کر دیجا اور یہی کہتے تھے کہ اب میں دو چار
روز میں پھر نئے لوں گا۔ آخر ذات الحجب کی وجہ سے
مخت بجا رہ گیا جو ۱۰۶ درجہ تک پہنچ گیا اور
اسی عارضہ میں وفات پائی ۱۵ دن تک وہ اس بیماری
میں زندہ رہے یہ زیادہ ایام ہی استجاب دعا پر
دلائل کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس مرض سے
انکو آخر نجات دیدی۔ یہی موت اس سے تو نہ کوئی
بچا ہے نہ چمکتا ہے۔ انہی بیوی نے بتایا کہ وہ کہتے
تھے کہ کئی مرتبہ خدا جلالت نے آیا ہے مگر تاخیر ہوتی رہی۔

خدا تعالیٰ کا تردد اصل بات یہ ہے کہ یہ
وہی تردد ہے جسکا ذکر

صحیح حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے
مومن کی جان لینے میں تردد ہوتا ہے۔ میں نے باوجود
انکی وفات کے متعلق الہامات ہو چکے تھے۔ بہت
دعا کی تو الہام ہوا۔ لا تروا الحیوة الدنیا
پھر یہ کہ الہام ہوا۔ یا ایہا الناس ادوریکم
الذی خلقکم۔ اس کا مطلب یہ ہے تھا کہ جب
انتہا درجہ تک کسی کا وجود ضروری سمجھا جاتا ہے تو وہ
معبود ہو جاتا ہے اور یہ صرف خدا تعالیٰ ہی کا وجود
جسکا کوئی بدل نہیں کسی انسان یا اور مخلوق کے
لئے ایسا نہیں کہہ سکتے۔

پھر فرمایا پرسون الہام ہوا تھا انی مع الرسول
اقوم وادور ما یومر وادعطیک ما یدور
اور آج کا الہام یہ ہے تاتیک وادعطیک یہ
الہام بخیر دعا فیت سفر سے واپس آنے کی خبر دیتا ہے۔
جماعت ننگہ میں اوپر ذکر کر آیا ہوں کہ ننگہ
کی جماعت حضرت اقدس کی

رواگی کی خبر پاکر ہنگواڑہ پہنچی تھی اور وہاں دو دن
انتظار کر کے آخر دارالامان آ پہنچی تھی۔ قادیان سے
حضرت ہو کر وہ ننگہ کو واپس جا رہی تھی۔ حسن اتفاق
سے اسکو دو دن امرتسر لگ گئے اور اس عرصہ میں حفرة
اقدس کی رواگی دہلی کا ارادہ مہم ہو گیا۔ اور امرتسر
کے سٹیشن پر پہر انہیں ملاقات اور ملاقات کے
ساتھ ہی ہنگواڑہ تک شملیت کا موقع مل گیا۔
جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

عرض

امرتسر کی جماعت نے نہایت فراخ دلی اور حوصلہ
کے ساتھ ان مسافرانِ دہلی کی دعوت کی مغرب
اور عشاء کی نماز جمع کر کے پڑھ لی گئی۔ پھر ہم مسافر
دہلی گاڑی میں سوار ہو گئے۔ خٹے اور رات کے ۹ بجے
گاڑی نے سٹیشن امرتسر کو الوداع کہا اور رات
کی تاریکی تاریکی میں فراتے پھرتی ہوئی سوئے دہلی
روانہ ہوئی۔

ایک عظیم الشان پیشگوئی اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کا ظہور جب گاڑی

ہو گئے اور یہ جدید سواری (جسکو ہماری مذہبی اصلاح
میں خرد و جمال کہا جاتا ہے) خدا کے برگزیدہ
مسح موعود کو لیکر روانہ ہوئی تو میرے میں عجیب
عجیب خیالات کا سلسلہ شروع ہوا میں نہیں چاہتا
کہ انہیں اپنی چوٹی سی کہو پری میں ہی چکر کھانے
دون اسلئے حالہ قلم کرتا ہوں تا دوسرے بھی خیالات
کے اس چکر کو دیکھ کر کم و بیش کوئی فائدہ اٹھائیں۔
(بانی آئینہ)

پہر مولوی محمد حسین صاحب احباب گاہی

ہو چکے تھے لیکن ابھی گاڑی کی رواگی میں دیر تھی کہ
منشی ظفر احمد صاحب نے مجھے آکر خبر دی کہ مولوی
محمد حسین صاحب واپس بٹالہ جاتے ہیں چنانچہ
میں پہر گیا تاکہ ان سے ملاقات کروں پھر ان سے
چند باتیں ہوئیں مولوی صاحب نے اپنی درانگیز
داستان سفر شملہ کی سنائی کہ کس طرح انکا نقصان
ہوا۔ اور بیچارے اس نقصان کی وجہ سے بے بس گم
واپس آئے اور شملہ نہ پہنچ سکے۔ آخر میں انہیں
کے کمرہ کے ایک مسافر نے مجھے کہا کہ تم مولوی
صاحب کو بہت سارے پیسے دو تو ابھی

مراٹھی ہوجائیں گے خدا کی شان ہے کہ
مولوی صاحب آج صبح ہی بٹالہ سٹیشن پر مجھے۔ الزام
دیتے تھے کہ ایک نامعلوم شخص نے بر ملا مولوی صاحب
کے منہ پر یہ بات کہی تھیں اسکو جواب میں کہا کہ
تم نے مولوی صاحب کی بڑی ہتک کی ہے کیا مولوی
صاحب ایمان فروش ہیں۔ اور اگر انہیں
نے روپیہ لیکر کوئی فریب اختیار کرنا ہے تو میری سی
نہر جائیں۔ مولوی صاحب خاموش ٹک ٹک دیکھتے
تھے اور دم نہ مارتے تھے۔ میں اسی حال میں چوڑ
کر حضرت ہو آیا۔ کہنے لگے کہ کل دہلی آؤں گا۔

یادگار کریمی

نام نیک رفیقانِ حنائی مکین
تاباند نام نیک برقرار

حضرت مخدوم الملتہ رضی اللہ عنہ کی یادگار کے
متعلق جہاں تک مجھے علم ہے سیاکوٹ کے سوا اور کسی
جگہ مستعدی سے کام نہیں ہو رہا ہے۔ سیاکوٹ کی
جماعت بڑی سرگرمی کے ساتھ اپنے واجب الاحرام
بہائی کی یادگار میں ہمدن ساعی ہے۔ اگر اس موقع
پر سستی اور غفلت سے کام لیا گیا ہے۔ تو یہ بہت
افسوسناک امر ہوگا۔ کیا ایک حقیقت شناس قوم
کو میں زندہ کے عرفی اور چھپے چھپے الفاظ میں
توجہ دلاؤں؟ مخدوم الملتہ کی زبان اب کہاں
سے لاؤں کہ نہیں بیدار کر سکوں۔

ہم چاہتے ہیں کہ مرحوم کی یادگار میں مدرسہ تعلیم
الاسلام کی عمارت بچنے کی جاوے اور اس عمارت
کے ایک حصہ میں یا جیسا مناسب ہو۔ قاریوں
کی جماعت کہو لی جاوے جو قرآن شریف کو تجوید
اور فزوة کے ساتھ پڑھنا سکے اور پھر قرآن کریم
کے حقائق و معارف بیان کرنے کے لئے وہ علوم
دینیہ قرانیہ حاصل کر کے ملک اور قوم کے لئے ایک
مفید اور نفع رسان جماعت ہو۔ ان مقاصد اور
اعزاز کے پورا کرنے کے واسطے کم از کم بتیل ہزار
روپیہ کی رقم مطلوب ہوگی نین لاکھ کی جماعت
میں بیس ہزار کوئی بڑی بات نہیں ہے اگر انھیں
بھی وصول کیا جاوے تو تیس ہزار روپیہ ملتا ہے۔
میں جانتا ہوں کہ قوم دینے کو تیار اور آمادہ ہے
لیکن ضرورت محسوس کی ہے اگر سیاکوٹ کی جماعت
کی طرح ہر ضلع کی جماعت باقاعدہ تحصیل اپنے
اپنے ضلع میں بھیجے تو اس سے جہاں ایک طرف
ضلع بہر کی جماعت کی پوری فہرست اور فرد طیار
ہو جائیگی وہاں بہت جلد یہ روپیہ ہم پہنچ
جاوے گا۔ میں قادیان کے تمام اکابر ان قوم لاہور

کیونکہ تیلہ سامتسر۔ لودمانہ جلالہ۔ ہر شہر لاہور
میرٹھ۔ گورہ جات ہندو جہلم گجرات۔ گوجران
ملتان۔ چلیا کہ حیدر آباد وکن۔ وغیرہ اضلاع اور
مقتلات کی جماعتوں کی طرف سے اس جواب کے لئے
کے منتظر ہیں کہ وہ بتائیں انہوں نے اس کام کیلئے
کیا عملی تجویز اختیار کی ہے۔ فرد افراد ہی چندہ بھیجے
والوں کو اپنی تحریک نہیں ہوئی۔ اسلئے آج میں
اس فہرست چندہ کو کھولتا ہوں۔ اگر کم و بیش بیس
مقامات کی جماعتیں اپنے ذریعہ ایک ہزار چندہ
کا ہم پہنچاں فرض کر لیں تو آسانی سے ہو سکتا ہے
اگرچہ بعض اضلاع اور مقامات کی جماعتیں تھوڑی
اور غریب ہیں مگر اس کے ساتھ ہی بعض مقامات
کی جماعتیں ایک ایک ہزار کی بجائے کئی کئی ہزار رو
سکتی ہیں۔ اسلئے احمدی قوم اس معاملہ کو اپنا پادہ
لبا نکرتے اور اس پر متواتر تحریکوں اور آوازون کی
لئے منتظر نہ رہے۔ اسے چاہئے کہ وہ بہت جلد اس
رقم کے پورا کرنے کی فکر کرے۔ قادیانی جماعت
کس قدر چندہ دہلی؟ یہ ایک سوال ہے جو میں
یہاں کی جماعت کے سامنے پیش کرتا ہوں کیا یہاں
کے رہنے والے یہی کہیں گے کہ اگر زیادہ نہیں تو
ایک ہزار روپیہ جمع کر دیں۔ رقم بڑی نہیں اگر
ہمت کریں اور حوصلہ سے کام لیں۔ میں اس پر یقین
ہوں کہ اگر قادیانی جماعت نے اس امر میں ہمت
سے کام لیا۔ تو اسکی نظیر اور نمونہ قوم میں ایک خاص
حرکت پیدا کرے گا۔ اسلئے کہ مالی حالت کے لحاظ سے
میں اور دوسرے یقیناً جانتے ہیں کہ قادیانی جماعت
ضعفا کی جماعت ہے جو غریب مہاجرین اور طالب
علموں سے بنی ہے۔ پس اگر ان غریب نے ایک ہزار
کا چندہ جمع کر لیا تو پھر ہر شہر سے چندہ کا بہت
جلد ہو جانا مشکل نہیں ہے میں یہ بھی عرض کر دینا
ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ چندہ باقسط ہی دیا جاوے
گا۔ چندہ کی فرد اور فہرست ایڈیٹر الحکم کے
پاس بھیج دو۔

اور روپیہ براہ راست امین یادگار کریمی قادیان
کے نام بھیج دو۔ میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم
پر بہرہ ور ہوں کہ اس فہرست چندہ کھولتا ہوں۔

آغاز کردہ ام برسانی تو انتہا
علاوہ دو روپیہ مہوار
۱۔ خاکسار ایڈیٹر الحکم کے جو اجراء درجہ جوازہ
(یادگار سے دیا جاوے گا)

۵۵ (دیں اقساط میں)
۲۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اسٹنٹ سرجن
شاہ پور۔ ۵۵
{ یہ رقم فی الحال انہوں نے تجویز کی ہے
{ مگر ادا ہی انشاء اللہ کر دیں گے }

سے جیو پر مصیبت ہے۔ اس لیے پور رائل
 اینس کا استقبال اس پناہ پر نہ ہو سکا۔ جو ان
 آپ کی شایان شان سمجھتا تھا۔ البتہ مجھے پورا
 بھر وساعہ ہے کہ ہم آپ کے حالات سے بخوبی واقف
 ہیں۔ اور یہ سخت سے میری وفاداری اور
 عقیدت مند کسی بیرونی نمائش کی محتاج نہیں ہے
 تقریباً تین سال ہوئے۔ جب ہر چھٹی ملک معظم
 یہاں تھے۔ تو انہوں نے اپنی تشریف آوری کی
 یادگاہیں اس عمارت کا سنگ بنیاد رکھا تھا۔ جو
 اب البرٹ مال کے نام سے موسوم ہے۔ میری خواہش
 ہے کہ پور رائل اینس کی تشریف آوری کے موقع
 کی یادگار بھی ایسی ہی پائدار ہو۔ اس معاملہ پر
 غور کرتے ہوئے میں اس نتیجہ پر پہنچتا ہوں کہ
 اس موقع کے مطابق اور میرے لئے پسندیدہ تر
 اس سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔ کہ جسے پیش
 کرنے کی میں جرات کرتا ہوں۔ مجھے شک نہیں
 ہے کہ آپ واقف ہیں کہ ۱۹۰۹ء میں قحط
 فتنہ قائم ہوا تھا۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ
 ان لوگوں کی امداد کی جائے۔ جو ہندوستان کے
 کسی حصہ میں قحط کی مصیبت میں مبتلا ہوں۔ میں
 آپ کی اجازت سے ۴ لاکھ کی رقم اس میں لاکھ
 اضافہ کرتا ہوں۔ اور مہارانی ہیرال اینس پرنس
 آف ویلز کی تشریف آوری کی یادگار میں اسی مدین
 اس رقم کی برابر دینا چاہتی ہیں۔ جو انہوں نے اس
 مدین یادگار بنا چوٹی دی ہو۔ یعنی ایک لاکھ۔
 یہ چار لاکھ پور رائل ایکسچینج کے جیو پر تشریف
 لانے کی یادگار میں ہونگے۔ میں آپ کا زیادہ
 وقت لینا نہیں چاہتا۔ اور دعا کرتا ہوں کہ آپ
 سیر ہند سے پورا اعلیٰ اٹھائیں۔

میں امید کرتا ہوں ہمارے اندر آپ کی موجودگی
 سے سخت سے ہمارے تعلقات اور بھی زیادہ محکم
 ہو جائیں گے۔ اور آپ کی دلچسپی اس حصہ سلطنت
 کے ساتھ اور بھی بڑھ جائے گی۔ لیڈز اینسٹ
 ہنسلین میں اب آپ سے درخواست کرتا ہوں۔
 کہ آپ میرے مشہور ہمالیائی ویرال ہنسلین
 کا جام صحت نوش کریں۔ حضور ولیعہد بہادر
 نے جو باغیچہ اپنی سس اور میں پور ہنسلین کے
 ان چھتے ہوئے الفاظ کے شکور ہیں۔ جن میں آپ
 نے جو جام صحت تجویز کیا۔ اور لیڈز اینسٹ
 میں آپ کا ہی منور ہوں۔ کہ آپ نے ایسی گرجی
 سے اسے نوش کیا۔ ہم پور ہنسلین کی دوستی کا
 دعویٰ مسرت کے ساتھ کرتے ہیں۔ کیونکہ لندن
 میں تاجپوشی کے موقع پر ماری جھنڈ میں مہاراجہ
 جے پور سے زیادہ کوئی ممتاز نہ تھا۔ مہاراجہ
 ولایت کو مع خدم و حشم کے گئے تھے۔ اور وہاں

ان کے جلوس سے بین وہ شان و شوکت معلوم
 ہو گئی تھی۔ جو آج ہم خود ریاست کے صدر مقام میں
 دیکھتے ہیں۔ مگر میں خود جیو اور انتظام ریاست
 کا کچھ تصور نہ تھا۔ بد نصیبی سے ہم ریاست میں قحط
 کے زمانہ میں پہنچے۔ لیکن میں امید ہے کہ جس
 والی ریاست نے ازراہ فیاضی ہندوستانیوں کے
 لئے قحط فتنہ قائم کیا ہے۔ وہ خود اپنی رعایا کی تمام
 ضروریات کا لحاظ رکھنے۔ باور کیجئے۔ کہ ہمارے
 لئے کوئی عمارت بطور یادگار ایسی دل خوش نہیں
 ہو سکتی تھی۔ جیسا کہ صلہ رحم کارم جس کے پور رائل
 خود بانی ہیں۔ ہندوستان کی حفاظت کے لئے
 آپ نے جو بار برداری کا کو قیام کیا ہے۔ وہ بھی
 میں نے کل معائنہ کیا اور مجھے خوشی ہے۔ کہ کورنے
 نہ صرف فوج میں بلکہ قحط کے کام میں بھی قابل
 قدر خدمت انجام دی۔ راجپوتوں کی مہمان
 نوازی ضرب المثل ہے۔ اور قیام ہے پور رائل
 اپنے دل میں گہرا نقش بجاؤنگا۔ اور میں ہمیشہ
 یاد رکھوں گا۔ کہ میں نے پہلا شہر آپ کے جنگل میں
 مارا۔ آخر میں میں آپ کو وہ پیغام پہنچاتا ہوں۔
 جو ملک معظم نے میرے ہاتھ پہنچا ہے۔ وہ چاہئے
 ہیں۔ کہ میں آپ سے ظاہر کر دوں۔ کہ ان کی عین
 خواہش ہے۔ کہ آپ کو اور آپ کی ریاست کو تمام
 ممکن برکتیں اور سرسبزیاں حاصل ہوں۔ لیڈز اینسٹ
 جھلسلین میں آپ سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ
 آپ ہمارے دوست مہاراجہ جیو اور جام صحت نوش
 اور یہ دعا کرنے میں ہمارے ساتھ شریک ہوں۔
 کہ وہ اپنی رعایا اور ہندوستان کے سر پر عرصہ
 دراز تک قائم رہیں۔

نمائندہ ہائے ہندوستان کی اکثر ریلوی
 کمپنیوں نے گراہ سافرن اور گراہ اسباب نمائش میں
 تخفیف کر دی ہے۔

درخواست دعا

مکرمی منشی محمد منظور الہی صاحب کاہنہ
 زادہ نصیب احمد اعلیٰ ہے۔ ناظرین
 سے التماس ہے کہ وہ مجھے کے لئے
 دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ اس کو صحت
 کامل عطا فرماوے۔

قصیدہ در شان حضرت مولوی عبدالحکیم احمدی سیالکوٹی۔ از تاج طبع خاکسار قاضی محمد یوسف احمدی از پشاور

حضرت مخدوم ملت خادم دین متین
 عاشق فرقان فداے سخن ختم المیزین
 واعظ و قاری قرآن زاہد پرہیزگار
 عالم راہ ہدی و واقف احسار دین
 افصح و خواص بحر علم قرآن و حدیث
 ابلغ و کنز المعانی مخزن عین الیقین
 منبع فضل و کمال و کان ادرک و ذکا
 نکتہ سخن و نکتہ دان و نکتہ بین یک بین
 سعدن حلم و حیاء و مالک خلق عظیم
 صوفی و علامہ و در حلقہ نیکان نغین
 یعنی مولانا اے اکرم مولوی عبدالحکیم
 روح اخلاص و محبت جان یقین یقین
 از عمل ثابت نمود آن بود اہل کدشت
 طوبی از و رحمان شد و خلوص از و دیو
 دین مقدم داشت بر دنیاے دون نابکا
 از زمان بیعت خود تا بے انقاس پسین
 با جناب عیسیٰ موعود صد اخلاص داشت
 موج زن شد از دل او بحر صدق و مخلص
 از سر مال و منال و ملک و دولت در گذشت
 آمد و رفت قادیان شد با خیال خود مبین
 آشنا شد با ہدی بیگناہ از رام منلال
 نفرتش شد از یہود و شد بے ہنشین
 در قدس مسجد اقصیٰ خطیب و ہم امام
 بودادہ سال با حکم امام آخرین
 اندرین دہ سال در سیف قاریون ذوقا
 صفدر کفار بر فرقہ گروہ فاسقین
 آریہ با مسیحی جمعری یا خابری از
 پشت وادش لاجرم فی الحال چون جستین
 چون بقرین در آمد صلیب پروردگار
 در میان عرصہ ہر کش این روئے زمین
 فتح جبر شد بر تنش گروہ و مساو ہنود
 ہمنوا شدند اندر نعرہ صد آفرین
 ہر کسے گفت غالب شد بر دین حق
 خائب و خاسر شد و بگرخت ہر ابو حصین
 چون مقدر خدمت انجام راہ آن شیرین
 کش ہے اسلام بہت بود با غیرت قرین
 شہ لاہور میں جب جلا وطنی جلسہ ہوا تو اسلام کی تائید میں
 مرحوم نے حضرت اقدس کا مضمون پڑھا تھا۔

رخت رحلت لبست زین دار الفتا بیوفا
 شد مود روح پاکش سوئے خیر المصنین
 بر صود روح او خوش بر فراخش بر زعم
 مہدی موعود گشتیم صحابہ جبین
 دو آہ مومنان شد ابر و ہارید اشکها
 بردفات حضرت مخدوم فخر المومنین
 بردفات او ز تنہا مومنان بگرستند
 بلکہ آنان ہم بودند از گردہ منکرین
 آن چنان معصوم را امر و زکی ابن ابی
 جوہر اخبار شائع میکند از بغض و کین
 بغض با مروان حق دارد جنیت بدگر
 آسان باید کہ بارو لعل بر آن لعین
 یا الہی این چنین بدخصلت و بدکش را
 بعد مرگش جابود اندر مقام آتشین
 رحم کن یاد پر روح اطہر مخدوم ما
 جائے او گردان ز فضل خویش فردوسین
 سال میلش آہ بر آوندہ مخزون حزن
 گو۔ روان اطہر او شد بخت جاگزین
 ۱۳۰۵ھ

تاریخ وفات

حضرت مخدوم ملت مولوی عبدالحکیم
 آنکہ در علم و عمل مبرا بیگاہش بس فیم
 آنکہ بدور زہد و تقویٰ و طہارت ہنیاں
 و آنکہ اور الود با حلم و جفا طبع سلیم
 آنکہ در تحریر و تقریرش بودہ کس نظیر
 در بلاغت و فصاحت بود چون بحر عظیم
 آنکہ در سبوح اقصیٰ خطیب و ہم امام
 و آنکہ بدوہ سال در قرب جری اللہ مقیم
 آنکہ چون اوقاری قرآن درین دہان بود
 و آنکہ خوش میخواند چون داؤد فسر تان کریم
 چون ز سر طائش را می شد با عجا ز مسج
 شد ذات المحب آخر کار بیمار سلیم
 رحلتش در قادیان شد خاضع بیت الامام
 روح او شد در ثل ابواب جنات التعمیم
 یازدہم اکتوبر و بد چار شنبہ قبل عصر
 چون وصال روح پاکش شد بر جان توکم
 سال رحلت بادل بہر در مخزون حزن
 ز درقم۔ لے لے حضرت مولوی عبدالحکیم
 ۱۹۰۵ء

خاکسرا

مخزون احمدی پشاور

حضرت اقدس کا مضمون کے غالب کوئی نسبت خیر اللہ اکبر۔ جو حضرت مخدوم ملت کے لڑکپن کا ہے۔

مراسلات

فہمین ایک مراسلہ درج کیا جاتا ہے جس سے معلوم ہوگا کہ ہم احمدیوں پر ہمارے مخالف کیسے ستم توڑتے ہیں۔ کیا یہی وہ اسلام ہے جسکو پیغمبر قوموں کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں؟ احمدیوں کو بہر حال صبر کرنا چاہئے اور حقیقی ہی کے سپرد انکو کرنا چاہئے۔

مہربان امت قدر دان سنت منشی یعقوب علی صاحب بدیع سلام نیاز معروض آنکہ مورخہ ۱۱ ماہ نومبر ۱۹۰۵ء کو بمقام قصبہ فتحگڑھ چولیان ایک عجیب حادثہ وقوع میں آیا ہے اسکو درج اخبار فرما کر شکوہ فرماؤں۔ شاید کسی کے دل کا دیوانہاں بہانہ پر چڑھے اور باعث فریاد رہی ہو۔

مکرم من بمقام قصبہ مذکور مراد سکونت پذیر ایک ہی شخص عبدالقادر نام قوم نوربات ہے جو حضرت مرزا صاحب کا نام لیا ہے۔ مدت مدید سے حکیم محمد شاہ وغیرہ خاندان شاہ صاحب کا بی آماجگاہ بن رہا ہے۔ تمام بہتیاں اس پر کھلا کرتے ہیں۔ مگر سپہ دلائل احمدیہ کچھ ایسی بودی نہیں کہ مخالفوں کے تیراویں سپر کار گریں۔ اون کے ہفتات تیرہواں کی طرح لوٹ کر ادھن پر پڑتے ہیں جس سے زیادہ طیش میں آتے ہیں۔ انکی رات دن کی معاندانہ کوششوں نے دہوم مچا رکھی ہے۔ قصبہ کیلئے کو فہرہا کہتا ہے گو کہ تاثیر خاک ہی نہیں تاہم رات دن سے کوئی وقت نہوگا جس میں امت احمدیہ کا گدگد شکایت چٹکی معمور نہو تیار نہو مذکورہ پر وہی عبدالقادر اپنی قریب کی مسجد میں جو مسجد جولاہگان کے نام سے مشہور ہے نماز جمعہ ادا کرنے کو گیا۔ وہی حکیم محمد شاہ نامبروہ دو شخصوں کو جو قوم راجپوت مقام ابدوال متصل فتحگڑھ سے اتفاقاً نماز جمعہ پڑھنے کے لئے داخل ہوئے تھے۔ فہمائش کر رہا تھا اور ایک اور جولاہہ بھی نہا جو اس کی ٹان میں ٹان ملا رہا تھا۔ اثنائ گفتگو میں چہرہ خانی کے طور پر عبدالقادر مذکور کو سنا کر کہنے لگا کہ یہ مرزائی بڑے کذاب ہیں۔ بڑے جوئے ہیں۔ پسر عبدالقادر نے کہا کہ شاہ صاحب لعنت اللہ علیہ الکاذبین ہی سانبہ ہی کہتے جاؤ۔ تاکہ حق کا بول بالا ہو اور جوئے کا منہ کالا ہو۔ یہ کہنا تھا کہ محمد شاہ طبیب اور دوسرے جولاہہ نے اوپر حملہ کیا محمد شاہ نے اسکو ڈاڑھی سے پکڑ کر

کہا۔ اور دوسرے جولاہے نے لات لگی سے مارنا شروع کیا۔ جیسراون نووارد جوان راجپوتوں نے صحت سے منع کیا شاہ صاحب معاف فرماؤں غریب کا خون ہو جائیگا آپ کو بہرہ آئیگا۔ مگر وہ کب انکے دالے تھے۔ بعد مشکل اون کو آج ہی وہ شکار لاہتا آیا تھا۔ جسکی تاک میں مدت سے لگے ہوئے تھے۔

آخر اون کی کمال الحاح سے اسکو تو چھوڑ دیا وہ بیچارہ تو دیوار پھانڈ کر تہانہ کو دوڑ گیا۔ اور محمد شاہ نے جولاہوں اور پگروں کشمیر یوں کو پکار کر مرزائیوں نے مجھے دے مارا اور داڑھی نوچ لی ہے۔ یہ ستم کا آوازہ تہا کہ سیکڑھی بگل۔ اس اشتعال دینے کے ساتھ ہی ٹڈی دل آن جمع ہوا جہا تک نگاہ کام کرتی تھی گی کوچہ محض خاندان میدان مکان میں آدمی ہی آدمی نظر آتا تھا۔ اون کو مسجد میں اور تو کوئی نظر نہ آیا۔ ادھن دوجوانوں راجپوتوں پر لوٹ پڑے۔ وہ بہتر کہتے تھے کہ ہم مرزائی ہیں نہ مرزائیوں کے پہلے۔ مگر کون مستانتا تھا۔ لات لگا دھول دھکا ایسا چلایا کہ معرکہ آرائی کی انوب داد دی۔ اور اون بیچاروں کو چور چور کر رہے تھے کہ کسی سید صاحب نے گزرتے ہوئے رحم کیا یا اور لٹکا مارا کہ بڑو دو مارے جاؤ گے۔ خدا کی دہائی سرکار کی بادشاہی ہے۔ یہ تو فلاںے خان صاحب کے صاحبزادے ہیں۔ وہ تو گھما گھما پڑا دیگا۔ جس سے اون غلاموں کے دلوں پر رعب چھا گیا۔ اور پڑمردہ یا مردہ سا کر کے بلوں میں جا گئے۔ اور کسی نے خبر نہ لی۔ اتفاق سے ایک نابینا جو دتین دیکھ کر کہیں کو نے میں جاگسا تھا اور ایک مرادسی جو اون کو ساتھ تہا اور مسجد کے کوچے میں دروازہ بند کر کے چ گیا تہا نکلا۔ اور لون کو ساتھ لیکر تہانہ میں گیا۔ اسوقت دن دیکھ کو ٹھون پر پکار رہے تھے۔ کہ ناحق مسافر مار دیے ہیں۔ مگر شاہ صاحبان ہی پیچھے سے تہانہ میں پھونچ گئے اور ست سمجھ کر کے اون کو اپنے گاؤں کی طرف واپس کر دیا۔ کیا یہ مسکبہ شاہی نہیں تو اور کیا ہے۔ جس سے خانہ خدا کو میدان کر بلا بنا دیا گیا ان لله وانا الیہ راجعون۔

یاد رہی شاہ صاحبان میں جو بچم سکڑ سازی گرفتار کئے گئے تھے۔ شاید ڈیڑھ یا دو سال کا عمر گذر ہوگا۔ مگر ان کو عبرت حاصل نہیں ہوئی۔ بہت جلدی اپنی بااواس کو بھول جاتے ہیں۔ ان کے کارنامے اس سے زیادہ ہیں جن سے گروہ فلولح کے لوگ ناواقف نہیں۔ یہی رٹائی سال کا عمر گذر رہے کہ مولوی شہارہندو ملی امرتسری کو ساتھ لیکر ستر زیادہ آدمی کی بیل پھاڑ

سے موضع لودی نکل کی مسجد پر کو دپڑے تھے اور مولوی نور احمد صاحب پر حملہ کیا تھا جس سے خدا نے محفوظ رکھا تھا اور اب بعض لودیوں لوگوں کو جو قصبہ فتحگڑھ میں چپے چپے گزارہ کرتے ہیں گھورتے اور وعظ و محالس وغیرہ میں دھکیان دے رہے ہیں۔ کہ تمام مرزائیوں کا حق پانی بند کر دیا جائیگا۔ ورنہ اپنے عقیدہ سے باز آجاؤں۔ اس صورت میں بندگان خدا کا وہی منتقم حقیقی ہی حافظ ہے۔ فقط مورخہ ۱۱ نومبر ۱۹۰۵ء

الوراق
دین محمد ٹیکہ دار خیر خواہ رفاه عام خلیاتی از مقام لودی نکل ڈاکخانہ فتحگڑھ ضلع گورداسپور

مکرر التماس ہے کہ اندون قصبہ مذکور میں شہرت دے رہے ہیں کہ مرزا صاحب اور آپ کے مریدوں نے سفر دہلی سے واپس ہوتے ہوئے شہر امرتسر میں وارد ہو کر رخصت نہیں رکھا تھا۔ اور مذکورہ میں لیکر دیتے ہوئے عوام میں اس نے شور مچایا اور انٹ روڈ چلایا کہ سب مرزائی پہلے گئے۔ جکے جواب کسی نے ان مولویان فتحگڑھی کو پوچھا کہ کیا سفر میں روزہ رکھنا جائز ہے تو کہنے لگو کہ یہ ریل کا سفر کیا سفر ہے جس میں روزہ نہ رکھا جائے پھر کسی کو گورنے باز پرس کی کہ اگر گہر میں ایسی سخت ہو کہ سخت سفر کے مشابہ ہو تو روزہ تو طو نایا نہ رکھنا جائز ہے یا نہیں مثلاً تانا تننے والے کی مشقت یا پل چلانے والے کی مشقت جو آدمی رات سے بارہ بجے تک سفر سے زیادہ محنت میں چلتا ہے تو جواب نہاد جس سے صاف طور پر نمایاں ہے کہ خدا نے ان سے علم لے لیا ہے اور علم اٹھ گیا ہی حدیث میں اسکی شرح بھی آئی ہے کہ علم پر عمل نہیں کرینگے۔ اور یہ مضمون حدیث کا مشہور ہے لیس من البواصیاء فی السفر یعنی سفر میں روزہ رکھنا نہیں۔

باقی رہا اینٹ روڈ چلانا اگر یہ صحیح ہے تو یہ اون کی شرارت و شوخی ہے اسپر کیوں ناز کیا جاتا ہے سرکار کے ملک میں اندھیر مچانا اور فتنہ ڈالنا اچھا نہیں۔ اس سے خدا ہی ناراض ہے۔ کیوں بغاوت کرتے ہیں۔ موت و عاقبت کو یاد کریں۔ فقط

۲ ملت
منشی منظور محمد از مقام لودی نکل

ہمت ہو تو بڑی بات نہیں

الحکم کے لئے جدید خریدار ہم پہنچانا ہر احمدی کا فرض ہے بلکہ میرے نزدیک تو ہر احمدی کا قومی فرض ہے کہ وہ **حکم** کو خریدے۔ تین لاکھ کی جماعت میں اسکے مسلم قوی پرچہ کی اشاعت اگر انیسویں ہی ہوتی تو آج کم از کم تیس ہزار ہونی چاہئے۔ مگر کس قدر افسوس کی بات ہے کہ انی ہزار ہی نہیں ہے۔ پس یہ امر قوم کے لئے کیسا ناگوار اور ناخوش کن ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ حکم کی کٹا کم از کم دس ہزار ہو جاوے اسلئے جو صاحب حکم کی اشاعت کو دس ہزار تک پہنچانے کے اسباب اور تجویزین اپنے ذہن میں رکھتے ہوں وہ مجھے اطلاع دیں تاکہ ان پر عمل درآمد کیا جاوے۔ یہ بھی تجویز ہے کہ ایک شخص حکم کی اشاعت بڑھانے کے لئے سفری ایجنٹ مقرر کیا جاوے جو جا بجا پھر کر جہاں ایک طرف جات کی فردین طیار کرے اور حکم کا بقایا وصول کرے وہاں ساتھ ساتھ لوگوں کو اخبار کی ضرورت اور اسکے فوائد سے آگاہ کر کے خریدار پیدا کرے مگر یہ تجویز بہت سارے مصافک چاہتی ہے جسکو مطیع سر دست برداشت نہیں کر سکتا لیکن اگر ہر ایک خریدار اپنی اپنی جگہ مزم اور عہد کرے کہ وہ ہر مہینے کم از کم ایک جدید خریدار دیا کرے گا تو ایک سال میں ہی تیرہ ہزار اشاعت ہو سکتی ہے۔ مگر اس کے لئے ضرورت ہے ہمت اور سعی کی۔ اور قوی ضرورت کی حس کی اور اگر کم از کم ۱۰۰ آدمی ہی ایسا مزم کریں کہ وہ ہر مہینے ایک ایک خریدار ہم پہنچائیں گے مگر یہ خریدار پانچ سو روپیہ سالانہ دینے والے ہوں تو میں ان کے ساتھ عہد کرتا ہوں کہ ۱۰۰ ایسے خریداروں کے نام جو پوری قیمت نہیں دے سکتے دو روپیہ سالانہ اخبار جاری کر دیا کروں۔ اس آغاز سے ایک مہینے میں دو سو اشاعت بڑھ سکتی ہے۔

اے حکم کے ایک ہزار قدر والو! کیا تم میں سے جو ایسی وائیر نہیں نکل سکتے؟

مراسلات

دیانتندی پر نوٹ ریکارک

(ادنیٰ منظور الہی سوہدروی)

اپنی آنکھ کا شہید دیکھو! مسٹر پال (جدید آریہ) نے جالندھری آریہ اخبار کی ایڈیٹری کا فوجاً صل کیا ہے۔ اور اب انہیں گالیان دکانے کا ایک وسیع میدان ملتا ہے۔ اور محض اس وجہ سے کہ لالہ منشی رام وکیل کی ست سنگت میں اپنے گنگا کے کنارے شاداب پہاڑیوں کے نیچے گوردھل کی گہرائی میں کچھ دن تیر کرے ہیں آپ کو قانونی مذاق بھی ملتا ہے۔ اللہ پیدا ہو چلا ہے چنانچہ ۱۹- کاننگ کے پرچارک میں سوامی رلارام صاحب کی اسی کتاب پر آپ "اب یہی نہیں جاؤ" کے عنوان سے ریکارک کرتے ہیں کہ اس کتاب میں سوامی جی کو اسی گالیان دی ہیں کہ گویا ان کا نقل کرنا بھی مسٹر پال کے نزدیک جرم ہے۔

کاش مسٹر پال کے دکھانے کے دانت اور نہ ہوتے! اور وہ اپنی آنکھ کا شہید دیکھ کر دوسرے کی آنکھ کے تنکے پر رائے زنی کرتا۔ خود جس شخص کی اپنی یا اپنے نام کے ساتھ منسوب شدہ کتاب ایسے طرز پر لکھی گئی ہے جو معقول اور متین جماعت میں پڑھے جانے کے قابل نہیں اور جو خود گالیان دینے میں اجتہاد مشتاق ہے اور پھر جسکے قبضہ و قبضہ پندت دیانتندی صاحب مختلف مذاہب کے مادیوں اور لیڈروں کو بانی پی پی کرکوتے ہیں اور ایسا ہی انکے واجب الاحترام آریہ مقتول نے تو حد ہی کر دی ہے۔ اور پھر ان کے ہم نوالہ یوگینڈا دیال نے تو سب کو پس پشت ڈال دیا ہے وہ شخص اگر کسی دوسری کتاب پر ایسا ریکارک کرے تو فی الحقیقت عجیب خیر امر ہے۔ آریہ سماج کے لڑکے پر جو رائے فاضل ایڈیٹر ہندوستانی نے دیا ہے اور جو ساریفکٹ چورسے ہی دونوں میں بعض عدالتوں سے بعض دیکھ رہے ہیں آریوں کو مل چکے ہیں مسٹر پال ان پر غور کریں اور پھر غور کرنے کے بعد ہی اگر وہ یہ کہیں کہ آریہ سماج علامت کی طرح ہے زبان ہے تو پھر ہم بھی کہیں گے کہ

چشم باز و گوش باز دین دکا
خیر و ام در چشم بندری نے خدا

Digitized by Khilafat Library

دیانتندی مہاراج اور آریوں کی مکتی پندت دیانتندی مہاراج کی تحریریں ہی ایک دریا نے نامید انکار ہیں کہ جن کا نہ سر ہے نہ پیر۔

درین و رطکتی فروشد ہزار
کہ پیدا شد تختہ برکنار

آج ہم سوامی جی کی تحریروں کو نجات دائمی کے سوال کے حل کے لئے پرنال کرتے ہیں اور آریوں کو توجہ دلاتے ہیں کہ وہ بھی باوجودی کے بچوں کو بچا رہیں یوہی مہاراج! استیجن کہہ کر بھیجے نہ ہوں آخر یہ وہی پندت دیانتندی جی میں جن کی بابت آریہ سینئر اخباروں میں روشن خیال آریوں کے مزیدار نوٹ شائع ہو چکے ہیں جو ہم نے اپنے ٹریکٹ "موجوم بہ ستھ احمدیہ میں درج کیا ہے۔ آپ ہماری یہ تحقیقات پر غور فرمیں پیش کرتے ہیں غور کریں غصہ میں اگر جہاں منہ سے نکالنا دیوالی اور حیوانی ہے آپ عقل سے کام لین گے تو خود پکارا ٹھہریں گے۔ ع

بہ بین تفاوت رہ از گجاتا بکجا

دیانتندی ماتے میں کرادوسے دید جیو یعنی روح کبی دایمی مکتی یعنی ہمیشہ کی نجات نہیں پاسکتا اور نجات محدودہ ان کے عقیدہ کے مطابق اتنی ہی ہونی چاہئے جتنا عرصہ کہ جو نے نیک اعمال کئے کیونکہ جیو کے ۵۰ سال نیک اعمال کا نتیجہ ۶۰ سال نجات نہیں ہو سکتی ورنہ ویدک الیشور کے انصاف پر بڑھ لگتا ہے کیونکہ وہ بھی تک منصف کہلانے کا حقدار ہے جب تک کہ وہ عین برابر ہی شرہ نیک و بد اعمال کا دے۔ یہ کیوں اسلئے کہ وہ دیانتندی انصاف کے قانون میں جکڑا ہوا ہے اور اگر اس نے کسی عمل کا نتیجہ دراز یا عرصہ دیدیا تو اس پر بے انصافی کا دھبہ دیانتندیوں کی طرف سے لگ جائے گا۔ دیکھئے (ستیا رتھ پرکاش سمس ۱۶ دفعہ ۱۶) کہ جقدر کسی کے گناہ و ثواب ہوتے ہیں اس کے مطابق ہی اسکو وہ ثمرہ دیتا ہے، پھر ہی جگہ لار دیانتد کہتا ہے کہ اگر اعمال غیر متناہی نہیں ہیں تو اون کا ثمرہ غیر متناہی کیونکر ہو سکتا ہے؟

اب ہم لار دیانتندی اس فضول و لالچنی تعلیم کے پرکھنے کے لئے سب سے پہلے اسی کی کتب کی چٹان بن کرتے ہیں۔ سب سے پہلے ستیا رتھ پرکاش ہی کو لیجئے جب ہم اس عقیدہ کا اسکی دوسری تعلیم سے مقابلہ کرتے ہیں تو ہمیں نہایت انصاف سے کہنا پڑتا

ہے کہ ویدک الیشور کے انصاف بے انصافی مالی باتیں محض دیانتندی کے لئے مطلق تسلیمان ہی ہیں ورنہ بوجہ ستیا رتھ پرکاش کے انسان نے محدود اعمال کے ثمرہ میں اسے اتنا عرصہ مکتی مل سکتی ہے جس کا انسان حساب ہی نہیں کر سکتا۔ ستیا رتھ پرکاش کے صفحہ ۳۲ پر لار دیانتد نے مکتی کی سیراد دنیا کی ۳۶ ہزار بار پیدائش اور فنا کے برابر عرصہ تک لکھی ہے اور دنیا کی ایک بار پیدائش و فنا کا زمانہ اسے رگ وید بھاشا بھو مکا مشا پر ۸ ارب ۶۴ کروڑ سال لکھا ہے مگر مکتی کا زمانہ ہیں سے ۳۶ ہزار سال گنا زیادہ ہے اب منصف آدمی خود حساب لگائے کہ ایک انسان نے کتنے سال اعمال کئے جنکے بدلے میں اسے اتنا عرصہ دراز ملے لئے مکتی مل گئی۔ کیا اس لانتھا زمانہ کی مکتی دینے سے ویدک الیشور کا انصاف ابھی قائم رہ گیا۔

اب اور لیجئے اسی کے برخلاف وید پرکاش پر کر کہا ہے کہ مجھ میں دایمی مکتی لکھی ہے جیسا کہ دیگر ویدی و قدیم رشی مانتے چلے آئے ہیں مگر دیانتندی اپنی لنگوٹ بند کے کہے پر چل کر دایمی مکتی سے انکار کرتے ہیں۔ اور کسی بتانے والے کی نہیں مانتے۔ اس مکتی پر میں ایک علیحدہ بسط مضمون لکھوں گا فی الحال ویدک دو ایک حوالے کافی ہیں۔

تو وہ زیادہ سے زیادہ ۳ ارب ۳۲ کروڑ سال لکھا ہے یعنی جب تک دنیا قائم رہتی ہے اگر مرنے کے لئے ہی اتنا ہی عرصہ ہوتا یعنی ۳۱ پدم ۱۰ اکھرب ۴۰ ارب سال جتنا کہ مکتی کے لئے تو شاید ویدک الیشور کے انصاف کی رام کہانی پر کوئی اعتبار بھی کر لیتا۔ مگر محدود نیکیوں کا بدلہ اتنا عرصہ دراز اور مرنے کے لئے اتنا کم یہ ایک ایسا انصاف ہے جسے دیانتندی ویدی بیان کر سکتے ہیں۔ جو اب دیتے وقت ہمارے دیانتندی دوست مندرجہ ذیل حوالہ جات کو پیش نظر رکھ لیں۔

ستیا رتھ پرکاش صفحہ ۶ جقدر کسی کے گناہ و ثواب ہوتے ہیں اسی کے مطابق اسکو وہ ثمرہ دیتا ہے۔ ستیا رتھ پرکاش مثلاً جیسا قصہ ہودیسی سمرادین سے ہی عادل ہو سکتا ہے۔

ستیا رتھ پرکاش مثلاً ۶۹ اعمال کا گنا یا پورا ثمرہ دینے سے خدا غیر منصف ٹھہرے۔

لالہ صاحبان جواب دیتے وقت جامر سے باہر نہو جائیں بلکہ سوچ سمجھ کر جواب دیں۔

محمد منظور الہی سوہدروی

مضمون نگاروں کو اطلاع

(۱) بعض احباب کو مضمون لکھ کر بغرض اندراج بھیجے ہیں مگر وہ ایسا بدخط ہوتا ہے کہ میں خود ہی اسے اچھی طرح نہیں پڑھ سکتا چہ جائیکہ کاتب صاحب اس میں دیدہ ریزی کریں۔ چنانچہ ابھی پچھلے ہفتہ کا نمبر ۵ سے ایک مضمون آیا جسکے لئے صاحب مراسلہ نے الگ خط بھی لکھا مگر میں کیا کروں جب وہ پڑھا ہی نہیں جاتا تو اخبار میں کس طرح درج ہو۔ ایسے مضامین انصاف کے ساتھ ردی میں پیش کیے جاتے ہیں۔ اسلئے جو صاحب مضمون بھیجیں وہ خوش خط اور کاغذ کے ایک طرف لکھیں۔

(۲) یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ مضامین احکم کے اغراض و مقاصد کے ماتحت ہوں۔ اور نرم اور تیز لکھنا ساتھ لکھ جاویں۔ لفاظی کی بجائے معقول اور متانت کا رنگ دیا جائے اور مفید اور توجہ خیز بنایا جائے اختصار کو ہاتھ سے نہ دیا جائے۔

(۳) ایڈیٹر ہندوستان ہر گز کہ ضرور ہندوستان کے روج کرے نہ وہ واپس کرنے پر مجبور ہے۔ اور سب اصلاح کا اسے پورا اختیار ہے۔

(ایڈیٹر)

